عمران سیریز

بلیو فلم

مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

بلیو فلم

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی، کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ----- محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

YOUSUF BROTHERS
MULTAN
Price Rs
40/-

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون!

نئے ناول کے متعلق کچھ کہنے سے قبل پیش لفظ کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ ناول کے پیش لفظ میں قارئین سے میں نے اس بارے میں رائے طلب کی تھی کہ پیش لفظ بغیر عمران کی مدد سے لکھ دیا کروں یا اس میں بھی عمران کو دخل در معقولات کرنے دوں۔ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ اس سلسلے میں دو ہزار سے زائد خطوط ملے۔ جن میں سے کافی سے زیادہ اکثریت نے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ پیش لفظ میں عمران کو ہرگز دخل نہ دینے دیا کروں کیونکہ ان کی رائے کے مطابق عمران کو تو کہنے کے لئے دو ڈھائی سو صفحات مل جاتے ہیں مگر مصنف کو صرف ڈیڑھ یا زیادہ سے زیادہ دو صفحات ہی ملتے ہیں۔ اگر ان دو صفحات میں بھی عمران آگیا تو شاید کل مصنف کے اپنے نام کی جگہ بھی عمران اپنا نام لکھنا شروع کر دے گا۔

محترم قارئین! آپ کی اکثریتی رائے سر آنکھوں پر۔ آئندہ ان دو صفحات میں عمران کا داخلہ بند۔

گزشتہ ناول "لیڈیز سیکرٹ سروس" کو تمام قارئین نے بیک رائے بیحد پسند کیا ہے اور خاص طور پر یہ اصرار کیا ہے کہ آئندہ ناول اسی طرح ضخیم بلکہ

صحت مند ہونا چاہیئے۔ اور ایک صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اب آپ کے ناول میں مزاح کا عنصر کچھ کم ہوتا جا رہا ہے شاید اس لئے کہ ناول کمزور صحت کا ہوتا ہے لہذا زیادہ مزاح برداشت نہیں کر سکتا چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ آئندہ ناول مکمل طور پر صحت مند ہونا چاہیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ مزاح کا متحمل ہو سکے۔ یہ بات مجھے منظور ——— مگر موجودہ ناول کی معافی دے دیجئے۔ کیونکہ یہ ناول آپ کا خط آنے سے قبل ہی لکھا جا چکا تھا۔ اس کے بعد کے ناول انشاءاللہ کچھ زیادہ ہی صحت مند ہوں گے ——— صحت مند قہقہوں سمیت۔

موجودہ ناول "بلیو فلم" ایک ایسا ناول ہے جو یقیناً آپ کو چونکا دے گا۔ قدم قدم پر سسپنس اور کہانی کے پُراسرار تانے بانے نے اسے یقیناً شاہکار بنا دیا ہے۔ بہرحال آپ اس کے متعلق زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں۔ اسے پڑھیئے اور پھر اپنی رائے سے آگاہ کیجئے۔

آپ کی آرا کا منتظر

مظہر کلیم ایم اے

سنٹرل جیل کے دروازے پر قیدیوں کو لے آنے والی وین ایک جھٹکے سے رکی اور جیل کے دروازے پر موجود دربانوں کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ سمجھ گئے کہ نئے قیدی آ گئے ہیں۔ انہیں نئے قیدیوں کی آمد سے ہمیشہ خوشی ہوتی تھی کیونکہ ہر قیدی اپنے ساتھ ایک طویل عرصے کے لئے ان کے لئے گذارہ الاؤنس لے کر آتا ہے۔ اس قیدی سے ملنے کے لئے آنے والے ملاقاتیوں سے وہ کافی کچھ اینٹھ لیا کرتے تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نئے قیدی کے لواحقین پرانے قیدیوں کی نسبت ان کے لئے زیادہ اچھے تر نوالہ ثابت ہوتے تھے۔ وہ بڑی دلچسپی سے وین کے پچھلے دروازے کو دیکھنے لگے۔

وین کے رکتے ہی پچھلا دروازہ کھلا اور ایک سپاہی اچھل کر نیچے آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بندوق موجود تھی مگر اس نے بندوق کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا جیسے کوئی ناروا بوجھ ہو۔ کیونکہ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے قیدیوں پر کبھی بندوق استعمال کرنے کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔

سپاہی کے باہر نکلنے کے چند لمحوں بعد ایک اور موٹا سپاہی باہر آیا۔ اس کی پیٹی کے ساتھ زنجیر بندھی ہوئی تھی جس کا دوسرا سرا وین کے دروازے کے اندر غائب

ہو گیا تھا۔

"ابے باہر نکل۔ کیا نخرے دکھا رہا ہے" ـــــ موٹے سپاہی نے زنجیر کو زور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں نے کوئی قصور نہیں کیا ـــــ میں سچ کہتا ہوں" ـــــ اندر سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ابے باہر نکل بے قصور کے بچے" ـــــ موٹے سپاہی نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا اور پھر زنجیر کو ایک اور جھٹکا دیا۔

دوسرے لمحے وین کے دروازے سے ایک نوجوان لڑکھڑاتا ہوا باہر آگیا۔ اس نوجوان کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں دہشت اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے ملگجے سے کپڑے پہن رکھے تھے۔ چہرے پر بے پناہ معصومیت تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

"دروازہ بند کر دو فضلو! ـــ میں اسے اس کے سسرال پہنچا آؤں" ـــــ موٹے سپاہی نے اپنے ساتھی سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بندوق بردار سپاہی نے آگے بڑھ کر وین کا دروازہ بند کر دیا۔ جیل کے دربانوں کی امید دل پہ اوس پڑ گئی۔ ایک قیدی سے وہ کتنا حاصل کر سکتے تھے۔

"چل بے" ـــــ موٹے سپاہی نے اُسے جیل کے دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہتا ہوں" ـــــ نوجوان نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

"ابے چل ـــــ یہاں تجھ سے بھی بڑے مکار موجود ہیں" ـــــ موٹے سپاہی نے قہقہے لگاتے ہوئے اسے ایک اور دھکا دیا۔ اور پھر نوجوان کو گھسیٹتا ہوا جیل کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"شمس دین! ـــ آج ایک ہی پنچھی آیا ہے" ـــــ دربانوں نے موٹے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــ یہ ایک ہی سو پر بھاری ہے۔ سالے نے انسپکٹر نیازی کی جیب سے دو ہزار روپے نکال لیے۔ جب انسپکٹر نیازی اسے پکڑنے لگا تو اُسے چاقو مار دیا۔ یہ تو شکر ہے کہ وار اوچھا پڑا۔ ورنہ آج انسپکٹر نیازی ٹیں ہو ہی گیا تھا۔ پھر بھاگ پڑا۔ یقین کرو۔ دو گھنٹے تک مسلسل بھاگ دوڑ کے بعد اس سالے کو قابو کیا ہے۔ بڑا خطرناک ہے" ـــــ جب تک دربان تالا کھولتے موٹے سپاہی نے نوجوان کی پوری کہانی انہیں سنا ڈالی۔

"توبہ توبہ ـــــ کیا دلیری ہے ـــــ پر شکل سے دیکھو، کتنا معصوم نظر آ رہا ہے" ـــــ دوسرے سپاہی نے ریمارک پاس کیا۔

"چل بے اندر" ـــــ سپاہی نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلتے ہی نوجوان سے کہا اور نوجوان اس بار خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخری سرے پر ایک اور پھاٹک موجود تھا۔ راہداری کے دونوں اطراف میں جیل حکام کے دفاتر تھے۔

سپاہی نوجوان کو لیے جیلر کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جیلر ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کی بڑی بڑی مونچھیں دیکھنے والوں کو پہلی ہی نظر میں خوفزدہ کر دیتی تھی اس کی آنکھوں میں درندوں جیسی چمک تھی۔

"ابے شمس دین! ـــ یہ کس چڑیا کو اٹھا لایا" ـــــ جیلر نے نوجوان کے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے بڑے تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــ بڑا خطرناک ہے یہ" ـــــ شمس دین نے کاغذات جیلر کی طرف بڑھاتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر جب تک جیلر اس کے کاغذات دیکھتا شمس دین

نے پوری کہانی سنا ڈالی۔

"او ہو! — کیا زمانہ آگیا ہے کہ یہ لونڈے بھی بدمعاشی کرنے لگے ہیں" — جیلر نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

"جج — جناب! — میں بے قصور ہوں — جج جناب —" نوجوان نے کہنا چاہا۔

"ابے بند کر اپنا یہ تھوبڑا — ورنہ اتنے جوتے لگواؤں گا کہ سارا قصور ناک کے نکل جائے گا" — جیلر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور نوجوان سہم کر خاموش ہو گیا۔

"فضل کریم" — جیلر نے ساتھ والی میز پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب" — فضل کریم نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے اس کے کوائف بھر رجسٹر میں — اور دھکیل اسے اندر" — جیلر نے کہا۔

"بہت اچھا جناب" — فضل کریم نے سامنے پڑا ہوا رجسٹر کھولتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے بے تمہارا" —؟ جیلر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ (آکسن)" — نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"واہ بیٹے! — بڑا لمبا نام ہے — سالے کہیں تُو دوغلا تو نہیں — اردو میں بھی نام ہے اور انگریزی میں بھی" — جیلر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ انگریزی والا نام نہیں ہے جناب! یہ ڈگریاں ہیں" — عمران نے ڈرتے ڈرتے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابے چپ کر — تو ہم سے زیادہ پڑھا ہوا ہے — ابے آٹھ جماعتیں پاس نمبروں میں" — جیلر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جی — پھر ان کا نمبر دل میں لکھا ہوا ہوگا۔ پڑھ لیجئے" — عمران نے اس بار قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ابے مذاق کرتا ہے مجھ سے — یعنی جیلر بندے علی خان سے — جس کے سامنے بڑوں بڑوں کا پیشاب نکل جاتا ہے" — جیلر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہو — پھر تو ہر وقت آپ کی پتلون گیلی ہی رہتی ہوگی" — عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور جیلر یوں کرسی سے اچھلا جیسے اُسے کرنٹ لگ گیا ہو۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تاریک ہو گیا تھا۔ اور شمس دین سپاہی اور فضل کریم دونوں سہم گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اب قیدی کی کم بختی آگئی۔ جیلر اسے مار مار کر بھرتہ بنا دے گا۔ مگر اس سے پہلے کہ جیلر اٹھ کر عمران تک پہنچتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

جیلر نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔ مگر اس کی قہر آلود نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے کہہ رہا ہو۔ ابھی نپٹتا ہوں تم سے۔ فون سن لوں۔

"جیلر بندے علی خان" — جیلر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف سے نجانے کیا کہا گیا کہ جیلر کی یکدم کایا پلٹ گئی۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اور پھیلے ہوئے کندھے یکدم سکڑ گئے۔

"جج — جج — جناب جو حکم جناب" — جیلر کے لہجے میں فدویانہ پن عود کر آیا تھا۔

دوسری طرف سے کچھ دیر تک کچھ کہا جاتا رہا۔ اور جیلر جی جی کرتا رہا۔ اور پھر اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ عمران سے نظریں نہ ملا رہا تھا۔

"فضل کریم — جلدی سے کوائف بھرو اور انہیں لے جا کر کوٹھری نمبر تیس میں

بند کردو۔۔۔ جیلر نے فضل کریم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا خوف کا تاثر نمایاں تھا۔

عمران کے لبوں پر زیر لب مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

شمس دین اور فضل کریم دونوں جیلر کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ فضل کریم نے کاغذات اٹھا کر جلدی جلدی رجسٹر کے خانے بھرنے شروع کر دیئے اور جیلر اس نے میز کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔ دوسرے لمحے ایک ڈنڈابردار قوی ہیکل دربان اندر داخل ہوا اور عمران کو یوں دیکھنے لگا جیسے قصائی ذبح ہونے والے بکرے کو دیکھتا ہے۔ شمس دین نے جلدی سے عمران کے ہاتھوں میں لگی ہوئی ہتھکڑی کھول دی۔

"اسے لے جا کر کوٹھڑی نمبر پچیس میں بند کر دو۔ اور خیال کرنا خطرناک ہے"۔۔۔ جیلر نے ڈنڈابردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہت اچھا صاحب!"۔۔۔ ڈنڈابردار نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران کا بازو پکڑ لیا۔

"چل بے"۔۔۔ ڈنڈابردار نے خوفناک انداز میں اسے دروازے کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

جیلر نے چونک کر دیکھا۔ اس کے ہونٹ کچھ کہنے کے لئے پھڑپھڑانے ہی لگے تھے کہ اس نے سختی سے ہونٹ بند کر لئے۔ البتہ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

ڈنڈابردار عمران کو لیے جیلر کے کمرے سے نکلا اور ساتھ والے کمرے میں لے گیا وہاں میز پر گٹھڑی کی صورت میں جیل کی وردیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"اتار کپڑے اور پہن لے ان میں سے ایک"۔۔۔ ڈنڈابردار نے عمران کو میز کی

دھکیلتے ہوئے کہا۔

"تم مگر تم باہر جاؤ"۔۔۔ عمران نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"ابے نخرے کرتا ہے۔۔۔ جلدی اتار کپڑے۔۔۔ نہیں تو ایک ہی ڈنڈے سے بھیجہ نکال دونگا"۔۔۔ دربان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"توبہ توبہ!۔۔۔ بڑے بڑے فرعون پڑے ہیں جیل میں تو"۔۔۔ عمران نے پتلون کا بٹن کھولتے ہوئے کہا۔

"ابے کیا کہا۔۔۔؟ مجھے فرعون کہتا ہے"۔۔۔ دربان نے پوری قوت سے ڈنڈا لہراتے ہوئے کہا۔ اگر عمران جھکائی دے کر ہٹ نہ جاتا تو وہ بھاری بھرکم یقیناً اس کے سر پر پڑتا۔

"اچھا میاں اچھا۔۔۔ تم فرعون نہیں ہلاکو ہو۔ چنگیز خان ہو"۔۔۔ عمران نے سی صورت بناتے ہوئے کہا اور پھر جلدی جلدی کپڑے اتارنے لگا۔

دربان شاید ہلاکو اور چنگیز خان کو جانتا نہیں تھا اس لیے وہ خاموش ہو گیا۔ عمران نے انڈرویئر کے سوا سارے کپڑے اتارے اور پھر جیل کی وردی پہننے

"ابے جسم تو بڑا خوبصورت بنا رکھا ہے"۔۔۔ دربان نے اس بار تعریفی لہجے کہا۔

"جی بس آپ کی دعا ہے"۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا چل جلدی کر"۔۔۔ دربان نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے کہا اور پھر ایک کمرہ کھول کر اس نے اسے اندر دھکیل دیا۔

یہ ایک کافی بڑا احاطہ تھا جس میں چاروں طرف قیدیوں کی بیرکیں بنی ہوئی ں۔ درمیان میں خالی جگہ تھی۔ دربان عمران کو بازو سے پکڑے شمالی حصے کی طرف

بنی ہوئی بیرک کی طرف لے گیا ۔ اس بیرک میں صرف دو کوٹھڑیاں تھیں ۔ بیرک
کے آگے ایک دربان کھڑا ہوا تھا ۔ دونوں کوٹھڑیوں میں ایک ایک قیدی موجود

"پچیس نمبر میں دھکیل دو اسے ۔۔۔ خیال رکھنا بڑا خطرناک ہے" ۔۔۔ ڈنڈا
دربان نے بیرک کے دربان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

بیرک کے دربان نے پیٹی کے ساتھ لٹکی ہوئی چابیاں نکالیں اور پھر ایک
کوٹھڑی کا تالا کھولنے لگا ۔ کوٹھڑی پر سفید سے پچیس نمبر لکھا ہوا تھا ۔ اند
کونے میں ایک نوجوان چت لیٹا ہوا تھا ۔ اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی ۔ چہرے
پر مردنی طاری تھی ۔ اور اس کی آنکھیں بند تھیں ۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ مر چکا ہو
مگر دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھولیں ۔ اس کی آنکھوں میں
بے بسی تھی ۔ اور پھر دربان نے عمران کو ایک زور دار دھکا دے کر اندر دھکیل
اور کوٹھڑی کا سلاخوں والا دروازہ دوبارہ بند کر کے تالا لگا دیا ۔

عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر جائزانہ نظروں سے
کوٹھڑی کو دیکھنے لگا ۔ فرش پر لیٹا ہوا نوجوان اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ وہ الجھی ہو
نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا ۔

عمران نے کوٹھڑی کا جائزہ لے کر قیدی کی طرف دیکھا اور پھر جھجکتے ہو
کہنے لگا ۔

"بیٹھ جاؤں" ۔۔۔ ؟ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اجازت مانگ رہا ہو ۔

"بیٹھ جاؤ" ۔۔۔ قیدی نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران دھپ
فرش پر بیٹھ گیا ۔

"خدا کی پناہ ۔۔۔ یہ جیل ہے یا مذبح خانہ" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہو

"پہلی بار آئے ہو" ۔۔۔ ؟ قیدی نے پوچھا اور عمران نے اثبات میں سر

"کیا جرم کیا تھا" ۔۔۔ ؟ قیدی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا ۔

"جرم کیا ہوتا تو پھر کیا افسوس تھا" ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا ۔

"کیا مطلب" ۔۔۔ ؟ قیدی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"مطلب کیا ۔۔۔ تین روز سے جیب خالی تھی ۔ کل ایک سڑک سے گزر
رہا تھا کہ ایک موٹا سا پولیس انسپکٹر پاس سے گزرا ۔ اس کی پچھلی جیب میں بڑے
نوٹوں کی ایک گڈی تھی جو آدھی باہر تھی ۔ بس جی مچل اٹھا ۔ میں نے گڈی سے
ایک نوٹ نکالنے کی کوشش کی مگر اس حرام خور انسپکٹر کو نجانے کیسے پتہ چل گیا
اس نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا ۔ میں نے بڑی مشکل سے ہاتھ چھڑایا اور بھاگ
پڑا ۔ مگر لوگوں نے پکڑ لیا ۔ پہلے تو اس انسپکٹر نے پٹائی کی ۔ پھر حوالات میں بند
کر دیا اور آج صبح ایک عدالت میں لے گئے ۔ اس نے میری کوئی بات ہی نہ سنی ۔
ور ایک سال کی قید سنا دی ۔ چنانچہ اب یہاں موجود ہوں" ۔۔۔ عمران نے تفصیل
تاتے ہوئے کہا ۔

"مگر دربان تو کہہ رہا تھا کہ تم خطرناک قیدی ہو" ۔۔۔ قیدی نے مشکوک لہجے میں کہا ۔

"سالے فراڈ ہیں ۔۔۔ عدالت میں کہہ رہے تھے کہ میں نے انسپکٹر کو چاقو مار دیا
ت ۔ حالانکہ سچی بات ہے کہ میں نے چاقو سے آلو کبھی نہیں کاٹا" ۔۔۔ عمران نے
معصوم سے لہجے میں کہا ۔

"تم واقعی بے قصور ہو ۔۔۔ بس تم خطرناک اس لئے ہو گئے کہ تم نے انسپکٹر
جیب میں ہاتھ ڈال دیا" ۔۔۔ قیدی نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا ۔ وہ شاید عمران
کے چہرے پر چھائی ہوئی ازلی معصومیت سے متاثر ہو گیا تھا ۔

"اور تم" ۔۔۔ ؟ عمران نے سوالیہ نظروں سے پوچھا ۔

"بس کچھ نہ پوچھو ۔۔۔ تمہارے جیسا ہی جرم ہے" ۔۔۔ قیدی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"اچھا، اچھا — میرا خیال ہے کہ یہ انسپکٹر اسی لئے جیب میں نوٹ ڈالے پھرتا تھا کہ تمہیں اور مجھے جیل پہنچا دے"— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سمجھا ہو کہ قیدی بھی انسپکٹر کی جیب سے نوٹ نکالنے کے جرم میں پکڑا گیا ہو۔

قیدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں — بس ایسا ہی ہے — کیا نام ہے تمہارا"— ؟ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران"— عمران نے مختصر سا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جیکال ہے"— قیدی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"جیکال — یہ کیا نام ہوا"— عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ملک کا رہنے والا نہیں ہوں — ہمارے ملک میں ایسے ہی نام ہوتے ہیں"— قیدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا — پھر تو اچھا نام ہوگا — مگر کیا تمہیں اپنے ملک میں کوئی اسک نہیں ملا تھا"— ؟ عمران نے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں — تم بڑے معصوم شخص ہو۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔ مگر تمہارا جسم بے حد خوبصورت ہے — خوب مضبوط اور طاقتور"— قیدی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں — وہ ڈھنڈورے والا دربان بھی ایسا ہی کہہ رہا تھا — مجھے باڈی بلڈنگ کا شوق رہا ہے مگر"— عمران نے جھینپ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"میں سمجھ گیا — غربت نے تمہارا شوق پنپنے نہیں دیا مگر فکر نہ کرو میں تمہیں ایسا شخص بنا دوں گا کہ اچھے اچھے تمہارے مقابل آتے ہوئے کترائیں گے"— جیکا نے تعریفی نظروں سے اس کے بازوؤں کی مچھلیاں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا — جلدی بنا دو۔ میں اس جیلر کی مونچھیں اکھاڑنا چاہتا ہوں — سالے نے بڑا ذلیل کیا ہے"— عمران نے شوق سے پُر لہجے میں کہا۔

"یہ جیلر کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تم دیکھتے جاؤ — مجھے تمہارا جسم اور بھولپن پسند آگیا ہے۔ میں تمہاری تربیت کر دوں گا — آج رات ہونے دو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے"— جیکال نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہونق بنا اس کی شکل دیکھتا رہ گیا جیسے اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا ہو۔

* * *

نوجوان نے نظر اٹھا کر کار کے بیک مرر کو دیکھا اور پھر اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا پورا دباؤ ڈال دیا اور سپورٹس کار رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح بھاگتی چلی گئی۔

یہ پہاڑی علاقہ تھا اور چکر کھاتی ہوئی ربن سی سڑک پر جس کے ایک طرف اونچا پہاڑ اور دوسری طرف ہزاروں فٹ گہری کھائیاں تھیں۔ اس رفتار سے کار چلانے کو حماقت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا تھا۔ مگر نوجوان کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے وہ دارالحکومت کی سپاٹ اور کشادہ سڑک پر ڈرائیونگ کر رہا ہو۔ ہر دو منٹ بعد اسے سٹیئرنگ پوری قوت سے کاٹنا پڑتا اور کار کے ٹائر چیختے ہوئے رخ بدل لیتے۔

نوجوان سے تقریباً پانچ سو گز پیچھے نیلے رنگ کی ایک اور کار بھی اسی رفتار

سے دوڑتی چلی آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے پچھلی کار کا ڈرائیور بھی اس نوجوان کی طرح پاگل ہو گیا ہے۔

نوجوان لمحہ بہ لمحہ کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا۔ اس نے پوری قوت سے بریک لگائے اور کار چند قدم گھسٹتی چلی گئی۔ نوجوان نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھول کر نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے ہاتھ میں موبل آئیل کا ایک ڈبہ تھا جو اس نے اپنی سیٹ کے قریب سے اٹھایا تھا۔ وہ کار سے نیچے اتر کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا موڑ کے قریب آیا اور پھر اس نے ڈبے کا ڈھکن کھول کر تیزی سے موبل آئیل سڑک پر پھیلا دیا۔ ڈبہ خالی ہوتے ہی اس نے ایک طرف اچھالا اور پھر بھاگتا ہوا واپس اپنی کار کی طرف دوڑا۔ ابھی وہ کار کے قریب پہنچا تھا کہ پچھلی کار موڑ پر نمودار ہوئی۔ اور پھر جیسے ہی پچھلی کار کے ٹائر موبل آئیل والے حصے پر پہنچے، چرخی کی طرح گھومتے چلے گئے اور دوسرے لمحے کار کسی لٹو کی طرح گھومتی ہوئی ہزاروں فٹ نیچے گہری کھائیوں میں گرتی چلی گئی۔

نوجوان کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے سڑک کے کنارے کی طرف بڑھا اور پھر جھک کر نیچے دیکھنے لگا۔ کار ابھی تک قلابازیاں کھاتی ہوئی نیچے گرتی چلی جا رہی تھی۔ پھر ایک زبردست دھماکے کے ساتھ وہ ایک خالی جگہ پر گری اور اس میں سے شعلے ابل پڑے۔ اور پھر دور نیچے ایک دھماکہ ہوا اور کار سینکڑوں ٹکڑوں کی صورت میں بکھر گئی۔

نوجوان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھ کر اس نے انجن سٹارٹ کیا اور کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کی رفتار آہستہ تھی۔ اس نے ڈیش بورڈ پر موجود ایک بٹن دبایا۔ اور پھر بٹن دبتے ہی ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک ڈائل روشن ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ جیرالڈ سپیکنگ اوور" ـــــ نوجوان نے ڈائل روشن ہوتے ہی کہا۔

"یس ـــــ ورنر سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں پوائنٹ نمبر ۲ پر آ رہا ہوں ـــــ میرے تعاقب میں ایک کار تھی جسے میں نے کھائیوں میں جھٹک دیا ہے اوور" ـــــ جیرالڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہیں تعاقب کا احساس کب ہوا تھا جیرالڈ۔ اوور ـــــ؟" ورنر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں دارالحکومت سے اُسے اپنے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ کار میں ایک ہی آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور بھری ہوئی داڑھی۔ سیاہ رنگ کا چشمہ لگائے ہوئے تھا۔ کار واکس ویگن تھی۔ نیا ماڈل۔ اس کا نمبر ایکس۔ ایل پانچ سو ساٹھ تھا اوور" ـــــ جیرالڈ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں چیک کرا لیتا ہوں ـــــ تم پوائنٹ پر آ جاؤ اوور" ورنر نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ جیرالڈ نے جواب دیا اور بٹن ایک بار پھر دبا دیا۔ روشن ڈائل تاریک ہو گیا۔

اب نوجوان پوری توجہ سے کار چلا رہا تھا۔ پہاڑی سڑک ابھی تک چکر کاٹتی ہوئی اوپر چلی جا رہی تھی اور یہ شاید اتفاق تھا کہ ابھی تک پہاڑی کی طرف سے کسی بھی گاڑی نے اسے کراس نہیں کیا تھا۔ پھر نوجوان نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کھڑی کی اور کار کا خانہ کھول کر اس میں سے ایک

چھوٹا سا بکس نکالا جس کے دونوں سروں پر دو سرخ رنگ کی تاریں موجود تھیں جن کے سروں پر ربڑ کے گول سٹرائیکر موجود تھے ۔

نوجوان نے کار سے نیچے اتر کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر وہ پہا کی ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چھوٹا سا بکس چٹان پر رکھا اور اس کے دونوں تاروں کے سٹرائیکر کو پتھر سے چپٹا دیا۔ پھر اس نے بکس کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا۔ بکس پر موجود سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کے قریب موجود سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور نوجوان نے بٹن آف کر کے تاروں کے سٹرائیکر اکھاڑ لیے۔ اور بکس اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور تیزی سے واپس کار کی طرف مڑ گیا ۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر نوجوان نے بکس دوبارہ خانے میں ڈالا اور چٹان کی طرف دیکھنے لگا ۔

چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہی چٹان یوں اوپر اٹھتی چلی گئی جیسے کسی صندوق کا ڈھکن اٹھایا جاتا ہے۔ اندر ایک چوڑا سا راستہ موجود تھا۔ نوجوان نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی اور پھر اس کی کار اسی راستے میں داخل ہوتی چلی گئی ۔

کار کے گزرنے کے بعد چٹان ایک بار پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ سے بند ہو گئی اب اُسے دیکھ کر کوئی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ یہاں کوئی راستہ موجود ہے جیسے ہی چٹان نے راستہ بند کیا۔ اندر کا راستہ تیز روشنی سے منور ہو گیا اور کار آگے بڑھاتے چلا گیا۔

تقریباً ایک فرلانگ آگے جا کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ آگے ایک بار پھر چٹان نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ نوجوان نے چٹان کے ایک کونے پر اپنا انگوٹھا رکھ کر زور سے دبایا اور چٹان الماری کے پٹ کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اندر ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں چاروں طرف چھوٹی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں اور سرخ رنگ کے چست لباس میں تقریباً دس افراد ان مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے کام میں مصروف تھے۔ ہال کے ایک کونے میں شیشے کا ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ اس میں ایک نوجوان میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ جیرالڈ تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”آؤ جیرالڈ“ ——— کیبن میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جیرالڈ میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

”میں نے تمہارا تعاقب کرنے والے کی تفصیلات معلوم کر لی ہیں ——— وہ کار کسی ڈاکٹر جوشانڈر کے نام پر رجسٹر کرائی گئی تھی اور ڈاکٹر جوشانڈو دو روز قبل کسی بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے ملک سے باہر چلا گیا ہے۔ کار اس کی کوٹھی سے چوری کی گئی ہے۔ ڈاکٹر کی بیوی نے کار چوری ہونے کی رپورٹ بھی کرا دی ہے“ ——— نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ——— مقصد تو یہ معلوم کرنا تھا کہ میرا تعاقب کون کر رہا تھا“ ——— جیرالڈ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کے متعلق بھی جلد معلوم ہو جائے گا ——— میں نے سیکشن کو الرٹ کر دیا ہے“ ——— ورنر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور پھر چند لمحوں بعد ایک نوجوان کیبن میں داخل ہوا اور اس نے ایک کاغذ ورنر کے سامنے رکھ دیا ۔

”لو جیرالڈ! ——— یہ رپورٹ آگئی ——— مرنے والا مقامی غنڈہ تھا۔ اس کا تعلق کیف ہاؤز سے تھا ——— آج صبح اُسے ایک فون کال ملی اور وہ کال ملتے

ہی کیف سے چلا گیا اور اس کے بعد اس کی لاش ہی سامنے آئی ہے“ ــــ ورنر نے رپورٹ پڑھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو ٹھیک ہے ــــ مگر میں سوچ رہا ہوں کہ آخر وہ میرا تعاقب کیوں کر رہا تھا ــــ اس کی خدمات کس نے حاصل کی تھیں“ ــــ؟ جیراللہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”تم فکر مت کرو ــــ باس خود ہی سب کچھ سنبھال لے گا“ ــــ ورنر نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں ــــ وہ کام کیا ہے جس کے لئے مجھے کال کیا گیا ہے“ ــــ جیراللہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”باس ابھی خود تم سے بات کرے گا ــــ اسی کے کہنے پر تمہیں کال کیا گیا ہے“ ــــ ورنر نے کہا اور جیراللہ نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی اہم ہی کام ہو گا ــــ تبھی باس نے اُسے براہِ راست طلب کیا ہے ورنہ عام احکامات تو ورنر کی معرفت ہی مل جاتے ہیں۔

دوسرے لمحے کیبن میں ایک تیز سیٹی گونج اٹھی اور جیراللہ نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

ورنر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور پھر کمرے میں باس کی آواز گونجنے لگی۔

”ہیلو جیراللہ ــــ باس سپیکنگ“۔

”یس باس ــــ میں موجود ہوں“ ــــ جیراللہ نے لہجے کو مودبانہ بناتے ہوئے کہا۔

”جیراللہ! ــــ ایک اہم کام تم نے کرنا ہے ــــ سنٹرل جیل کی کوٹھڑی نمبر میں ایک قیدی جیکال موجود ہے ــــ آج رات تم نے جیکال کو جیل سے اغوا کر کے پوائنٹ نمبر دو پر پہنچانا ہے۔ تفصیلات تمہیں ورنر سے مل جائیں گی“ ــــ باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”او۔ کے باس“ ــــ جیراللہ نے جواب دیا۔

”او۔ کے ــــ کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے“ ــــ باس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی آواز کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ورنر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن آف کر دیا تھا۔

”کیا تفصیلات ہیں بھائی“ ــــ؟ جیراللہ نے ورنر سے مخاطب ہو کر کہا اور ورنر نے میز کی دراز سے ایک فائل نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

”اس میں جیل کا نقشہ اور حفاظتی انتظامات کی تمام تفصیلات موجود ہیں ــــ قیدی کا نام جیکال ہے اور اُسے اطلاع دے دی گئی ہے وہ تم سے ہر ممکن تعاون کرے گا ــــ اس کا فوٹو بھی فائل میں موجود ہے“ ــــ ورنر نے فائل بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہوں ــــ جیراللہ نے کہا اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔ وہ بڑے غور سے ایک ایک تفصیل پڑھ رہا تھا۔ کافی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

”کیا یہ جیکال ہمارا ساتھی ہے“ ــــ؟ جیراللہ نے ورنر سے سوال کیا۔

”میں تو نہیں جانتا ــــ ہو سکتا ہے کہ ہماری تنظیم کے کسی خفیہ سیکشن میں کام کرتا ہو“ ــــ ورنر نے جواب دیا۔

”ہوں“ ــــ جیراللہ نے کہا اور پھر کچھ سوچنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے ورنر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا اس کوٹھڑی میں جیکال اکیلا ہوگا" ——— ؟

"ہونا تو ایسا ہی چاہیئے ——— مگر ٹھہرو! ——— میں اس سلسلے میں رپورٹ لے لیتا ہوں" ——— ورنر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر موجود بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے ایک مشین کے سامنے بیٹھا ہوا نوجوان چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیبن میں داخل ہو کر وہ مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"سنٹرل جیل سے تازہ ترین رپورٹ حاصل کرو" ——— ورنر نے سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او۔ کے باس" ——— نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا اس کے جانے کے بعد ورنر اٹھا اور اس نے الماری سے ایک بوتل اور دو گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

"جب تک رپورٹ آجائے ——— کیوں نہ شغل ہی کیا جائے" ——— ورنر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جواب میں جیرالڈ نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گئے۔

دس منٹ بعد وہی نوجوان واپس کیبن میں داخل ہوا۔ اور اس نے ایک کاغذ ورنر کی طرف بڑھا دیا۔

ورنر نے کاغذ لیکر سر ہلا دیا اور نوجوان واپس چلا گیا۔

"عجیب خبر ہے" ——— ورنر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا" ——— ؟ جیرالڈ نے چونک کر پوچھا۔

"رپورٹ کے مطابق آج دوپہر کو ایک اور نوجوان قیدی کو اس کوٹھڑی میں رکھا گیا ہے" ——— ورنر نے جواب دیا۔

"اوہ ——— مگر وہ قیدی کون ہے ——— ؟ اس کی تفصیلات ——— ؟"

جیرالڈ کے چہرے پر تشویش کی پرچھائیاں رینگنے لگیں۔

"کوئی نوجوان ہے اور پہلی بار جیل میں آیا ہے ——— جیلر نے اُسے کوٹھڑی نمبر چھ میں رکھنے کے احکامات دیئے ہیں" ——— ورنر نے رپورٹ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"کہیں یہ کوئی سازش تو نہیں" ——— جیرالڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے۔

"نہیں! ——— رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ وہ عام قیدی ہے اور باقاعدہ گرفتار ہو کر آیا ہے ——— عدالت نے اُسے سزا دی ہے ——— جیل والوں کا سلوک اس سے روایتی ہی تھا" ——— ورنر نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے ——— اگر کوئی سازش ہوتی تو پھر یقیناً جیل حکام اس سے غیر روایتی سلوک کرتے" ——— جیرالڈ نے مطمئن ہو کر کہا۔

"ہاں! ——— اس بات کا رپورٹ میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ جیل والوں نے اس سے کہیں بھی کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا اور اُسے لے آنے والے پولیس کے سپاہیوں کا سلوک بھی روایتی ہی تھا" ——— ورنر نے جواب دیا۔

"پھر کوئی مشکل بات نہیں ——— وہ کوئی عام قیدی ہوگا۔ میں اسے وہیں ختم کر دونگا ——— وہ ہمارے لیے الجھن کا باعث نہیں بنے گا" ——— جیرالڈ نے جواب دیا اور پھر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا ورنر! ——— میں چلتا ہوں ——— میں نے جیکال کے اغوا کے انتظامات بھی کرنے ہیں" ——— جیرالڈ نے کہا۔

"اوکے ——— تمہاری کار کا رنگ تبدیل ہو چکا ہے اور باہر سڑک بھی بالک صاف ہے۔ مطمئن ہو کر جاؤ" ——— ورز نے کھڑے ہو کر اس سے ہاتھ ملا ہوئے کہا۔ اور جبیر اللہ مسکراتا ہوا کیبن سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو بڑی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر الجھنوں کے جال پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بار بار دانتوں سے ہونٹ کاٹتا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— بلیک زیرو نے اپنے لہجے کو پرسکون بناتے ہوئے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

"باس! ——— عمران کا کہیں پتہ نہیں چل رہا ——— ہم نے پورے شہر کے ہوٹل اور کیفے چھان مارے ہیں" ——— دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اسے ہر قیمت پر ڈھونڈنا ہے ——— اس کی تلاش جاری رکھو" ——— بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اسے آج صبح سے عمران کی تلاش تھی۔ مگر عمران تھا کہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گیا تھا۔ سر سلطان نے اسے صبح ہی اطلاع دی تھی کہ ایک اہم راز لے کر ایک غیر ملکی آ رہا تھا کہ ہوائی اڈے پر ہی اسے قتل کر دیا گیا اور وہ راز غائب ہو چکا ہے۔ ایک آدمی کو شبہے میں گرفتار کیا گیا ہے مگر اس کی بھرپور تلاشی کے باوجود وہ کاغذات اس سے نہیں ملے۔ کاغذات انتہائی اہم ہیں اور ان کا حصول انتہائی ضروری ہے۔ بلیک زیرو نے اپنے طور پر کام کیا مگر کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

اب شام ہونے والی تھی اور سر سلطان چار بار اسے جھاڑ پلا چکے تھے۔ آخر بلیک زیرو نے سوچا کہ عمران سے بات کی جائے مگر عمران صبح سے غائب تھا۔ چنانچہ اس نے پوری ٹیم کو عمران کی تلاش پر مامور کر دیا مگر اب تک عمران نہیں مل سکا۔ اور بلیک زیرو اس لئے پریشان تھا کہ سر سلطان کا موڈ بدلتا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹہ پہلے جب انہوں نے فون کیا تو انہوں نے بلیک زیرو کو کافی سخت سست کہا اور ہر قیمت پر عمران کی تلاش کا حکم دیا تھا۔ مگر نہ ہی عمران مل رہا تھا اور نہ ہی ان کاغذات کے متعلق کوئی کلیو مل رہا تھا۔ لے دے کے ایک مشکوک قیدی تھا جو سنٹرل جیل میں بند تھا۔

بلیک زیرو اب یہی سوچ رہا تھا کہ اس قیدی کو جیل سے نکلوا کر دانش منزل لے آئے اور خود اس سے پوچھ گچھ کرے۔ شاید کوئی کلیو مل جائے۔ مگر وہ جانتا تھا کہ یہ اتنا سادہ معاملہ نہیں ہو گا۔ قیدی کے پاس اگر کاغذات ہوتے تو اب تک مل چکے ہوتے۔ ایسے معاملوں میں عمران کی ذہانت ہی کام دکھاتی تھی۔ مگر عمران غائب تھا۔ اور عین اسی لمحے اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے چونک کر دستی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ڈائل پر گیارہ کا ہندسہ چمک رہا تھا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر خوشی کی لہریں دوڑ اٹھیں۔ کیونکہ یہ فریکوئنسی عمران کے لئے مخصوص تھی۔ اس نے بڑے پرجوش انداز میں ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں گھمایا اور گھڑی کو کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز آ رہی تھی مگر وہ اس

سے مخاطب نہیں تھا بلکہ کسی اور سے مخاطب تھا۔

"مم۔۔۔ مگر تم باہر جاؤ"۔۔۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

"ایسے نخرے کرتا ہے۔۔۔ جلدی اتار کپڑے۔۔۔ نہیں تو ایک ہی ڈنڈے سے بھیجا نکال دونگا"۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کسی سچوئیشن میں پھنسا ہوا ہے۔ اور اس نے رابطہ صرف اس لیے ملایا تھا کہ بلیک زیرو سچوئیشن سمجھ جائے۔ چنانچہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا دونوں کی بات چیت سنتا رہا۔ بات چیت سے اُسے معلوم ہو گیا کہ عمران اس وقت قیدی کے روپ میں جیل پہنچ چکا ہے اور پھر یہ بھی کہ اُسے کوٹھڑی نمبر پچیس میں رکھا گیا ہے۔ اور پھر کوٹھڑی میں پہلے سے موجود ایک قیدی سے عمران کی بات چیت شروع ہو گئی۔ اور بلیک زیرو خاموشی سے یہ گفتگو سنتا رہا۔ بڑی طویل گفتگو تھی۔ اور جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔

بلیک زیرو ساری سچوئیشن سمجھ گیا تھا۔ عمران خود ہی اس قیدی کی راہ پر چل پڑا تھا۔ اور اس قیدی نے رات ہوتے اور جیل سے نکلنے کا اشارہ کیا تھا وہ عمران کو بھی اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا تھا اور عمران نے چونکہ اس بات کی تردید نہیں کی تھی اس لئے بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران کی مرضی بھی اسی میں شامل ہے۔

بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس جولیا سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جولیا کا لہجہ بے حد مودبانہ ہو گیا۔

"تمام ممبرز کو ٹرانسمیٹر کال کر کے اطلاع دے دو کہ عمران کی تلاش بند کر دیں۔ اور رات کو سنٹرل جیل کی خفیہ نگرانی کی جائے۔۔۔ آج رات کو ایک یا دو قیدیوں کو جیل سے نکالنے کی کوشش کی جائے گی۔۔۔ انہوں نے صرف ان کا تعاقب اور نگرانی کرنی ہے۔۔۔ کسی بات میں قطعاً کوئی مداخلت نہ کی جائے۔۔۔ صرف نگرانی ہونی چاہیئے مگر انتہائی محتاط طریقے سے۔۔۔ مجرموں کو شک نہیں پڑنا چاہیئے اس آپریشن کی نگرانی تم نے خود کرنی ہے اور مجھے باقاعدہ رپورٹ دینی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"سلطان سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی مگر اس بار لہجہ نرم تھا۔

"بلیک زیرو بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"طاہر!۔۔۔ عمران کا پتہ چلا"۔۔۔؟ سر سلطان نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب؛۔۔۔ وہ پہلے ہی ان کا مذاق کا راہ پر چل نکلا ہے۔۔۔ اس وقت وہ سنٹرل جیل کی کوٹھڑی نمبر پچیس میں ایک قیدی کے روپ میں موجود ہے اور اس کوٹھڑی میں وہی قیدی موجود ہے جس پر قتل کا شبہ ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں بھی تمہیں یہی اطلاع دینا چاہتا تھا۔۔۔ عمران نے جیل جانے سے قبل تمام سکیم مجھے بتا دی تھی اور میری ہی ہدایت پر اُسے کوٹھڑی نمبر پچیس میں بند کیا گیا ہے۔۔۔ میں نے تمہیں اس لیے فون کیا ہے کہ عمران

نے خاص طور پر کہا تھا کہ اس کے کام میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــــ میں عمران صاحب کا مقصد سمجھ گیا ہوں ـــــ آ بے فکر رہیں ہم مداخلت نہیں کریں گے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہو جواب دیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ!" ـــــ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی راب ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بھی رسیور کریڈل پر ڈال دیا اور اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کے سر سے ایک بوجھ اتر گیا تھا۔ اب تو اسے یقین تھا کہ عمران خود یہ راز اگلوائے گا۔

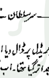

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ عمران اور جیکال دونوں کوٹھڑی کی د سے پشت لگائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے انداز میں تو وہی انت لاپرواہی تھی۔ وہ یوں بیٹھا اونگھ رہا تھا جیسے اس نے افیون کا ڈبل ڈوز لے ہو۔ البتہ جیکال کے انداز میں بے چینی صاف نمایاں تھی۔ جوں جوں وقت گز جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ کوٹھڑی کے سامنے پ دینے والا دربان بھی بنچ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ اس نے اپنی رائفل بنچ کے سا کے ساتھ ٹکائی ہوئی تھی۔

چند لمحوں بعد جیکال چونک کر سیدھا ہو گیا۔ عمران گو بظاہر ویسے ہی اونگھ رہا تھا مگر اس کے کان اس آواز کی طرف لگے ہوئے تھے جو آہستہ آہستہ اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ یہ کسی آدمی کے قدموں کی مدھم سی چاپ تھی۔ کوئی شخص انتہائی محتاط انداز میں کوٹھڑی کی طرف آ رہا تھا۔

پھر عمران کی نیم وا آنکھوں نے سارا منظر دیکھ لیا۔ ایک سایہ دبے قدموں اس دربان کی طرف بڑھا جو بنچ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے سایہ اس دربان پر جھپٹ پڑا۔ دربان کے منہ سے ہلکی سی بھنبھی بھنبھی آوازیں نکلیں اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ سائے نے بڑی آہستگی سے اسے بنچ کی پشت سے ٹکا دیا اور پھر دبے قدموں کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔ ریوالور پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔

یہ ایک طویل القامت آدمی تھا اور اس نے نہ صرف چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا بلکہ اس کے پورے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس موجود تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔

اسے دیکھ کر جیکال تیزی سے اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ آنے والے نے اشارے سے جیکال کو ایک طرف ہٹنے کے لئے کہا اور پھر عمران کی طرف ریوالور کا رخ کر دیا۔

"نہیں ـــــ یہ میرے ساتھ جائے گا" ـــــ جیکال کی تیز سرگوشی ابھری۔

"نہیں ـــــ ہم یہ رسک نہیں لے سکتے" ـــــ سایہ کی زہریلی سرگوشی ابھری۔

مگر جیکال اس دوران عمران کے سامنے آ چکا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ـــــ ورنہ میں سائے سے ٹکرا بھی سکتا ہوں"۔

جیکال کے لہجے میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔

"کیا یہ راضی ہے" ۔۔۔ سائے نے دبے لہجے میں پوچھا۔ اس کے ل
سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کیا ہے

"ہاں! ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ وقت ضائع مت کرو" ۔۔۔ جیکال نے کہا اور س
نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابی تالے میں ڈال کر گھما دی۔ چابی شا
وہ دربان کی جیب سے نکال چکا تھا۔

"عمران چلو اٹھو ۔۔۔ مگر خاموشی سے" ۔۔۔ جیکال نے عمران کو آہستہ
ہلاتے ہوئے دبے لہجے میں کہا۔

"کک ۔۔۔ کہاں" ۔۔۔؟ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر جیکال نے تیز
سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"خبردار! ۔۔۔ کوئی آواز نہ نکلے ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا" ۔۔۔ جیکال نے اپ
سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ ڈھیر ۔۔۔ کس کا ڈھیر ۔۔۔ روپوں کا ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر" ۔۔۔ عمران ن
بوکھلاتے ہوئے کہنا چاہا۔

"خاموش رہو" ۔۔۔ جیکال نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا اور عمران سہم
خاموش ہو گیا۔

اس دوران آنے والا سایہ دروازہ کھول چکا تھا۔ پھر جیکال نے عمران کا بازو
اور اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا کوٹھڑی سے باہر لے آیا۔ وہ دبے قدموں سائے ک
رہنمائی میں جیل کی شمالی دیوار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جیل پر مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صرف پہرے داروں کے قدموں کی آوازیں سنا
دے رہی تھیں مگر اس طرف کوئی پہرہ دار نہ تھا۔

جیل کی دیوار میں ایک کافی بڑا سوراخ موجود تھا جس کی دوسری طرف سیاہ رنگ کا پردہ لگا دیا گیا تھا تاکہ دور سے معلوم نہ ہو سکے اور پھر سائے کی رہنمائی میں وہ سوراخ سے باہر نکلتے چلے گئے۔ دیوار کے ساتھ ساتھ وہ تیزی سے زمین پر سینے کے بل رینگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں کافی بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں اس لیے انہیں چھپنے میں آسانی رہی۔

کافی دور جانے کے بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ سڑک پر پہنچے۔ ایک درخت کی آڑ سے ایک سیاہ سایہ باہر نکلا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ انہیں آزاد کرانے والے سائے نے دبے لہجے میں پوچھا۔

"آل او۔ کے" ۔۔۔ آنے والے نے جواب دیا۔

اور پھر وہ سب تیزی سے سڑک کراس کر کے دوسری طرف موجود کالونی کی درمیانی گلیوں میں گھستے چلے گئے۔ مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور سڑک پر پہنچ گئے۔ اور پھر جلد ہی وہ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار کے قریب پہنچ گئے۔

کار میں ڈرائیور موجود تھا اور کار کا انجن سٹارٹ تھا مگر اس کا سائلنسر اتنا نفیس تھا کہ انجن کی ہلکی سی آواز بھی نہ ابھر رہی تھی۔ ان کی رہنمائی کرنے والے سائے نے پھرتی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر عمران اور جیکال کار میں گھستے چلے گئے۔ نقاب پوش پھرتی سے اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور باہر کھڑے ساتھی سے کہا کہ وہ ہیڈ کوارٹر رپورٹ دے دے۔ اور اس کے ساتھ ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

نقاب پوش نے کار میں بیٹھتے ہی نقاب اتار لیا تھا۔ اور پھر اس نے سیٹ پر سے ایک بنڈل اٹھا کر پیچھے بیٹھے جیکال کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس میں کمبل ہے ۔۔۔ دونوں اوڑھ لو ۔۔۔ تاکہ جیل کی وردی چھپ جائے"۔

جیکال نے پھرتی سے کمبل کھول کر اپنے اور عمران کے گرد لپیٹ لیا۔ کار انتہا تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

عمران نے بیک مرر پر اچٹتی ہوئی نظر ڈالی مگر اسے کوئی گاڑی تعاقب میں نظر نہ آئی۔ عمران نے آنکھیں بند کیں اور کار کی پشت سے ٹیک لگا کر دوبارہ اونگھنے لگا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور کار میں مکمل خاموشی طاری تھی۔

"اسے ساتھ لے آنے کی کیا ضرورت تھی"—— ؟ اچانک آگے بیٹھے ہوئے شخص نے جرمن زبان میں جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اس بات کی فکر مت کرو—— اس کی ضرورت میں سمجھتا ہوں"—— جیکال نے بھی جرمن زبان میں جواب دیا۔

عمران بدستور اونگھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔

"مگر میں اسے پوائنٹ پر نہیں لے جا سکتا—— جب تک باس کا حکم نہ ہو"—— آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

"تم جانو اور تمہارا باس—— بہرحال جہاں میں جاؤں گا یہ بھی ساتھ ہی جائے گا—— ویسے تم بے فکر رہو۔ یہ بالکل بے ضرر آدمی ہے"—— جیکال نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

چند لمحوں تک کار میں خاموشی طاری رہی۔ پھر آگے بیٹھے ہوئے شخص نے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبایا اور جرمن زبان میں کہنے لگا۔

"ہیلو ہیلو—— جیرالڈ سپیکنگ باس اوور"۔

"یس باس سپیکنگ اوور"—— دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ کوئی شخص دانستہ آواز بدل کر بول رہا۔

"باس—— مشن کامیاب رہا ہے—— کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ مگر جیکال اپنے ساتھ ایک قیدی کو بھی لے آیا ہے اور بضد ہے کہ وہ اسے بھی پوائنٹ پر ہمراہ لے جائے گا اوور"—— جیرالڈ نے کہا۔

"اوہ—— مگر وہ کون ہے—— ؟ ایسا ناممکن ہے اوور"—— باس کا لہجہ غصیلا تھا۔

"میں نے یہی بات جیکال سے کہی ہے—— مگر وہ کہتا ہے کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو سودا نہیں ہو گا۔ اوور"—— جیرالڈ نے جواب دیا۔

"جیکال سے بات کراؤ۔ اوور"—— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد باس کی آواز سنائی دی۔

"یس جیکال سپیکنگ اوور"—— جیکال نے منہ آگے کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جیکال!—— ہم کسی اجنبی کو پوائنٹ پر لے جانے کا رسک نہیں لے سکتے اوور"—— باس کے لہجے میں تلخی تھی۔

"میں بھی تو اجنبی ہوں۔ پھر مجھے کیوں لے جایا جا رہا ہے—— بہرحال یہ میرا فیصلہ ہے کہ اجنبی میرے ساتھ جائے گا—— اور یہ بھی بتا دوں کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی موجودگی تمہارے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔ اوور"—— جیکال نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر یہ ہے کون اوور"—— ؟ باس کا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

"یہ وہیں پوائنٹ پر بتاؤں گا۔ اوور"—— جیکال نے مختصر سا جواب دیا۔

"اوکے—— اگر تمہاری تسلی ہے تو ٹھیک ہے—— جیرالڈ! اس اجنبی کو بھی ہمراہ لے آؤ۔ اوور"—— باس نے کہا۔

"بہتر باس اوور"—— جیرالڈ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور جیرالڈ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کار اب دارالحکومت کے جنوبی حصے میں موجود پہاڑی سلسلے میں دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ یہ سڑک گو بے حد تنگ تھی مگر ڈرائیور ایسے اطمینان سے کار چلا رہا تھا جیسے وہ اس سڑک پر ڈرائیونگ کا عادی ہو۔ عمران نے ایک بار پھر عقبی مرر پر نظر ڈالی مگر دور تک سڑک خالی تھی۔

کافی چڑھائی چڑھنے کے بعد آخر ایک موڑ مڑتے ہی ڈرائیور نے گاڑی روک دی اور جیرالڈ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چپٹا سا بکس نکالا اور چٹان کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس آ گیا اور پھر جیسے ہی وہ کار میں بیٹھا۔ ایک چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی اور پھر ڈرائیور نے کار موڑ کر اس چٹان کے اٹھنے سے بننے والے راستے کی طرف بڑھا دی۔

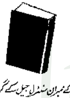

سیکرٹ سروس کے ممبران سنٹرل جیل کے گرد پھیلے ہوئے تھے۔ وہ سب سیاہ لباسوں میں ملبوس تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں۔ جولیا انہیں کنٹرول کر رہی تھی اور اس نے سب کو مخصوص ہدایات دے کر مخصوص زاویوں پر چھپا دیا تھا۔ اب سنٹرل جیل سے نکلنے والا کوئی پرندہ بھی ان کی نظروں سے نہیں چھپ سکتا تھا۔

جولیا نے جیل سے نکلنے والوں کی نگرانی کے لئے مخصوص انتظامات کئے تھے اور خود جولیا جیل کے شمالی حصے کی طرف ایک درخت کے اوپر چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگائی ہوئی تھی۔ اس مخصوص دوربین سے رات کو بھی اتنے اچھے طریقے سے دیکھا جا سکتا تھا جیسے دن میں ـــــ ویسے بھی وہ اتنی اونچائی پر تھی کہ دور دور تک اس کی نظریں کام کر رہی تھیں۔ پھر نزدیکی کالونی کے مین روڈ پر اسے ایک کار رکتی نظر آئی۔ کار کی ہیڈ لائیٹس بند تھیں۔ کار کے رکتے ہی اس میں سے دو سائے باہر نکلے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے کالونی کی گلیوں میں غائب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کالونی کے اس سرے پر نظر آتے جو جیل کے شمالی حصے کے رخ پر تھا۔ یہاں جیل کی دیوار تک بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ وہ دونوں جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے جیل کی دیوار تک بڑھتے چلے گئے۔

جولیا کی تیز نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک ہاتھ سے دوربین کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے گلے میں لٹکے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے اسے منہ سے لگایا۔

"ہیلو صفدر! ـــــ جولیا سپیکنگ ـــــ دو آدمی جیل کے شمالی حصے کی طرف بڑھ رہے ہیں اوور" ـــــ جولیا نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہاں مس جولیا! ـــــ میں دیکھ رہا ہوں ـــــ یہ کالونی کی طرف سے آئے ہیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یہ ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی کار میں آئے ہیں جو کالونی کے مین روڈ پر تیسرے بلاک کے قریب کھڑی ہے ـــــ اور شاید ڈرائیور اس میں ابھی تک موجود ہے اوور۔

جولیا نے بتایا۔

"پھر جولیا! — ان کی واپسی میں نگرانی کیسے ہوگی اوور — ؟" صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو — میں نے مکمل انتظام کر لیا ہے اوور اینڈ آل" — جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

آنے والے جیل کی دیوار سے چپٹے ہوئے تھے اور انہوں نے کوئی مشین دیوار سے چپکا کر رکھی تھی۔ پھر جولیا کے دیکھتے ہی دیکھتے جیل کی کچی دیوار میں ایک خاصا بڑا سوراخ ہو گیا اور ایک آدمی اس سوراخ سے اندر داخل ہو گیا جب کہ دوسرے نے انتہائی پھرتی سے اس سوراخ کے آگے سیاہ رنگ کا کپڑا تان دیا اور پھر مشین اٹھائے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹتے ہٹتے وہ جھاڑیوں کو پار کر کے ایک درخت کی آڑ میں رک گیا۔ مشین اس نے کمر سے باندھ لی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد جیل کی دیوار پر تنے ہوئے سیاہ کپڑے میں حرکت ہوئی اور وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس سوراخ میں سے یکے بعد دیگرے تین افراد باہر آ گئے۔

پہلے ایک قوی ہیکل شخص باہر آیا۔ اس کے بعد ایک نوجوان۔ اور جولیا چونک پڑی۔ کیونکہ نوجوان عمران تھا اور وہ اپنی اصلی شکل میں تھا۔ ان دونوں کے جسموں پر جیل کی وردیاں موجود تھیں جبکہ آخر میں وہی سیاہ لباس والا آدمی باہر آیا اور پھر وہ تینوں تیزی سے جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے اس درخت کی طرف بڑھنے لگے جدھر ان کا ساتھی موجود تھا۔

جولیا نے تیزی سے ٹرانسمیٹر منہ سے لگایا اور اس کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو کیپٹن شکیل! — جولیا سپیکنگ اوور" — جولیا نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"یس مس جولیا — شکیل سپیکنگ اوور" — دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"کیا وہ کار تمہیں نظر آ رہی ہے جس سے مجرم باہر آئے ہیں اوور — ؟" جولیا نے کہا۔

"یس مس جولیا — کار مجھ سے صرف ایک گز کے فاصلے پر موجود ہے اوور" — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ ریڈیو ٹرانسمیٹر کار کے بمپر کے نیچے چپکا دو — جلدی اور احتیاط سے اوور" — جولیا نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او کے مس جولیا اوور" — دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر جولیا کی نظریں جیل سے آنے والوں پر جم گئیں۔ وہ اب اس درخت کے نیچے پہنچ چکے تھے۔ پھر ان کا ساتھی درخت کی آڑ سے باہر آ گیا۔ اور پھر وہ سب مل کر چھوٹی سڑک کراس کر کے کالونی کی گلیوں میں گھس کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئے

اب جولیا کی نظریں کار پر جم گئیں۔ اس نے کیپٹن شکیل کو سڑک پر سینے کے بل تیزی سے رینگتے ہوئے کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کیپٹن شکیل کار کی پشت پر پہنچ گیا۔

جولیا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کیپٹن شکیل کی موجودگی میں ہی وہ لوگ کار تک نہ پہنچ جائیں۔ اس سے غلطی ہو گئی تھی۔ اُسے چاہیے تھا کہ وہ ان لوگوں کے ادھر آتے ہی کیپٹن شکیل کو اس کام پر لگا دیتی۔ مگر وہ ان کے جیل میں گھسنے کے چکر میں رہ گئی۔ بہرحال اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ادھر ایکسٹو کے مخصوص احکامات تھے کہ نگرانی کا علم نہ ہونا چاہیے اور کیپٹن شکیل کے سامنے آنے سے انہیں علم ہو جائے گا اور جولیا جانتی تھی کہ ایکسٹو کی ہدایت کی

خلاف ورزی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس لیے وہ بے حد پریشان تھی۔ مگر دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان کی ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ کیپٹن شکیل انتہائی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا جا رہا تھا اور جب وہ ایک کوٹھی کی دیوار کی آڑ میں ہو گیا تو جولیا کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اور اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔

"یس اوور" — جولیا نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"کام ہو گیا مس جولیا۔ اوور" — دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"اوکے — مزید ہدایت کا انتظار کرو۔ اوور" — جولیا نے جواب دیا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کی نظریں اب کار پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد وہ لوگ کار کے قریب نظر آئے اور پھر ان میں سے تین افراد کار میں سوار ہو گئے۔ اور ایک وہیں رہ گیا۔ کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

جولیا نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور پھر کہنے لگی۔

"ہیلو کیپٹن شکیل! — تم نے دیکھا کہ ایک آدمی پیچھے رہ گیا ہے۔ اوور" —

"یس مس جولیا! — وہ آدمی اب تیزی سے کالونی کی ایک گلی میں جا رہا ہے۔ اوور" — کیپٹن شکیل کا جواب سنائی دی۔

"اسے کور کرو اور قابو کر کے دانش منزل پہنچا دو — تنویر کو اپنے ساتھ لے لو۔ اوور اینڈ آل" — جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بٹن آف کر دیا۔ اور ایک اور بٹن دبا دیا۔

"صفدر، جوہان کو ہمراہ لے کر ٹارگٹ نمبر تھری پر پہنچ جاؤ۔ اوور اینڈ آل" — جولیا نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے اس نے دوربین گلے میں لٹکائی اور پھر تیزی سے درخت سے نیچے اترتی چلی آئی۔

درخت سے نیچے اتر کر جولیا بھاگتی ہوئی کالونی کے جنوبی حصے کی طرف چل گئی۔ اس کی رفتار میں خاصی تیزی تھی۔ جنوبی حصے کے آخر میں ایک بڑی سی کوٹھی موجود تھی۔ اور پھر وہ کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ لان میں ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

چند لمحوں بعد صفدر اور جوہان بھی دوڑتے ہوئے کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ جولیا نے انہیں دیکھتے ہی ہاتھ ہلایا اور پھر تیزی سے ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئی۔ صفدر اور جوہان بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر صفدر نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور جوہان پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

"اوپر لے چلو" — جولیا نے کہا۔

صفدر نے انجن سٹارٹ کیا اور پھر ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کا جسم سیاہ تھا اور وہ انتہائی تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر صفدر نے ہیلی کاپٹر کو جولیا کی ہدایت پر جنوبی حصے کی طرف بڑھا دیا۔

جولیا نے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور پھر اس کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ باکس کے اوپر ایک ڈائل روشن ہو گیا اور ایک سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے مختلف حصوں کی طرف حرکت کرنے لگی۔

"کار شہر سے باہر پہاڑیوں کی طرف جا رہی ہے" — جولیا نے کہا اور صفدر نے ہیلی کاپٹر ادھر بڑھا دیا۔ اور پھر جولیا نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا لی۔ تھوڑی دیر بعد سڑک پر دوڑتی ہوئی سیاہ رنگ کی کار اسے نظر آ گئی۔ جولیا صفدر کو

ہدایات دیتی چلی گئی اور کار کا تعاقب جاری رہا۔

"مس جولیا! —— یہ قیدی کون ہیں" —— ؟ صفدر نے جولیا سے مخاط ہو کر کہا۔

"دوسروں کو تو میں نہیں جانتی —— البتہ ان میں سے ایک عمران ہے —— جو نے جواب دیا۔

"ارے" —— صفدر اور چوہان دونوں بری طرح چونک پڑے۔

"عمران جیل میں کیسے پہنچ گیا" —— ؟ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"خدا بہتر جانتا ہے" —— جولیا نے مختصر سا جواب دیا اور صفدر خاموش ہوگ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا کو بھی تفصیل کا علم نہیں ہے۔

کار پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک موڑ مڑ کر رک گئی۔ اور ایک آدمی کار سے نیچے اترا اور ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر وہ جلد ہی واپس کار میں آگیا۔ چند لمحوں بعد چٹان کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی اور عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے کار مڑ کر اس چٹان کے اندر داخل ہو گئی اور چٹان دوبارہ برابر ہو گئی۔ اور اب سڑک بالکل صاف تھی۔

جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

"ایکسٹو اوور" —— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ سر اوور" —— جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رپورٹ اوور" —— ایکسٹو نے پوچھا اور جولیا نے اب تک کی تمام تفصیل سنا دی۔

"او کے —— تم اس چٹان کی نگرانی جاری رکھو —— میں تمہیں بعد میں ہدایات

دوں گا۔ اوور اینڈ آل" —— ایکسٹو نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کر دیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں ایک جگہ رکا ہوا تھا اور جولیا کی نظریں اس چٹان پر جمی ہوئی تھیں۔

* * *

کار چٹان کے اوپر اٹھنے سے پیدا ہونے والے راستے میں داخل ہوئی اور پیچھے چٹان بند ہو گئی۔ کار ایک فرلانگ تک دوڑتی چلی گئی اور پھر رک گئی۔ سامنے ایک اور چٹان نے راستہ روکا ہوا تھا۔

جیرالڈ تیزی سے کار سے اترا اور اس نے چٹان کے ایک کونے پر اپنا انگوٹھا رکھ کر زور سے دبایا اور چٹان الماری کے پٹ کی طرح کھلتی چلی گئی۔ اندر ایک کافی بڑا ہال نظر آ رہا تھا۔ ٹامی گنوں سے مسلح چار افراد چٹان ہٹتے ہی سامنے آگئے اور انہوں نے کار کو کور کر لیا۔ پھر جیرالڈ کے کہنے پر جیکال اور عمران کار سے نیچے اتر آئے اور پھر مسلح افراد کی نگرانی میں وہ ہال میں داخل ہو گئے۔

"ہیلو جیرالڈ! —— کامیابی پر مبارکباد قبول کرو" —— ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر جیرالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو ورنر" —— جیرالڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اوہ! —— تشریف لائیے مسٹر جیکال" —— ورنر نے جیکال سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور

دیوار ایک طرف ہٹ گئی۔ اور سامنے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں، وہ سب اس رہنمائی میں سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بڑا سا کمرہ جب کمرے میں داخل ہوئے تو راستہ پیچھے سے بند ہو گیا۔

"تشریف رکھیئے" — وزر نے ہال کے درمیان موجود کرسیوں کی طرف ا کرتے ہوئے کہا۔ اور جیکال اور عمران کے ساتھ ساتھ جبیر اللہ اور وزر بھی کرسیو بیٹھ گئے۔ کرسیوں کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے او ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ ان کے کرسیوں پر بیٹھتے ہی ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا اور ا سے باس کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو وزر — کیا سب لوگ موجود ہیں اوور" ؟

"یس باس اوور" — وزر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر جیکال! — اب اس اجنبی کے بارے میں کیا خیال ہے — ؟ کیا سو کی بات اس کے سامنے ہی کی جائے گی اوور" — ؟ باس نے اس بار براہ راس جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر باس! — آپ کو اس ملک میں کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا اوور" — جیکال نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب — ؟ میں تمہاری بات سمجھا نہیں اوور" — باس کا لہجہ حیرت ز تھا۔ وزر اور جبیر اللہ بھی چونک کر جیکال کو دیکھنے لگے۔

"مطلب یہ کہ جسے آپ اجنبی کہہ رہے ہیں وہ اس ملک کا سب سے خطرناک انسا علی عمران ہے اوور" — جیکال نے مسکراتے ہوئے کہا اور داد طلب نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس نے اس کی بھرپور تعریف کر دی ہو۔ عمران نے بھی جواب میں دانت نکال دیئے۔

"سب سے خطرناک انسان — آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو جیکال! — کھل کر بات رو۔ اوور" — باس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر باس! — یہ علی عمران، یہاں کی سیکرٹ سروس کے لیے کام کرتا ہے اور اس کا نام سنتے ہی نامی گرامی مجرموں اور جاسوسوں کے چہروں پر پسینے آجاتے ہیں اوور" — جیکال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا حسن ظن ہے مسٹر جیکال! — ورنہ میں کیا ہوں" — عمران نے یوں ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے ہوئے کہا جیسے مشاعرے میں داد وصول کر رہا ہو۔

"پھر آپ اسے اپنے ساتھ کیوں لائے ہیں اوور — ؟ باس کے لہجہ میں یکدم سختی آگئی۔

"اس لیے کہ اس کی موجودگی میں آپ کوئی غلط حرکت نہ کر سکیں — میں اس سلسلے میں پر تشویش تھا کہ علی عمران جیل میں میرے پاس پہنچ گیا اور میں اس کو دیکھتے ہی پہچان گیا اور اسی لمحے میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں علی عمران کو اپنے ساتھ رکھوں گا تاکہ اگر آپ کوئی غلط حرکت کریں تو پھر وہ راز آپ کو کبھی نہ مل سکے اوور" — جیکال نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

چند لمحے تک ہال میں مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر باس کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر جیکال! — آپ نے ہمارے متعلق بالکل غلط اندازہ لگایا ہے — ہم صحیح چلنے والوں سے کبھی دغا نہیں کرتے۔ ہمیں "ملیوفلم" چاہیئے اور ہم اس کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں — ہمارے پاس پیسے کی کمی نہیں ہے مگر جو ہمارے ساتھ دھوکہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اُسے اس دنیا میں پھر کہیں جائے پناہ نہیں ملتی — آپ مسٹر عمران کو اس لیے ہمراہ لائے ہیں کہ آپ ہمیں بلیک میل کر سکیں حالانکہ مسٹر عمران اب اگر جانا بھی چاہیں تو یہاں سے واپس نہیں جا سکتے۔ آپ

کی بات دوسری ہے ___ ابھی آپ نے صرف ایک معمولی سی خلاف ورزی کی اس لیے ہم آپ کو سزا نہیں دینا چاہتے ___ ابھی ہم اپنے سودے پر قائم ہیں ا

"آپ کا خیال غلط ہے مسٹر باس! ___ میں آپ کو بلیک میل نہیں کرنا چاہتا۔ تانا چاہتا ہوں کہ آپ صحیح لائنوں پر سوچتے رہیں ___ باقی رہی مسٹر عمران کی تو مجھے اس کی پرواہ نہیں ___ عمران جانے اور آپ۔ اوور" ___ جیکال نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر جیکال! ___ اب آپ وہ بلیو فلم میرے نمائندے ورنر حوالے کر دیں اور رقم کا چیک اس سے وصول کر لیں۔ اس کے بعد آپ کو جہاں آپ چاہیں گے پہنچا دیا جائے گا اوور" ___ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر باس کہ وہ فلم میں اپنے ساتھ لیے پھرتا ہو ایسا ہوتا تو اب تک یقیناً وہ فلم مجھ سے حاصل کر لی گئی ہوتی اوور" ___ جیکال بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تو پھر۔ اوور" ___ باس نے ایک بار پھر الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"پھر کیا ___ رقم کا چیک میرے حوالے کیجیے۔ میں وہ جگہ بتا دیتا ہوں۔ آپ وہ فلم وہاں سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد مجھے باہر بھجوا دیں بات ختم۔ اوور" جیکال نے جواب دیا۔

"او کے ___ ٹھیک ہے ___ مسٹر ورنر! آپ مسٹر جیکال کو بیس کروڑ ڈالر کا چیک دے دیں اوور" ___ باس نے کہا۔

ورنر نے میز کی دراز کھینچی اور پھر اس میں ہاتھ ڈال کر ایک چیک نکالا اور جیکا کے حوالے کر دیا۔

جیکال نے بغور چیک کو دیکھا۔ پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے چیک کو بڑی احتیاط سے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"آپ نے چیک وصول کر لیا مسٹر جیکال اوور" ___ ؟ باس نے پوچھا۔

"ہاں! ___ مجھے چیک مل گیا ہے اور میں مطمئن ہوں اوور" ___ جیکال نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ وہ جگہ مجھے بتا دیں جہاں وہ فلم موجود ہے اوور" ___ باس نے پُراشتیاق لہجے میں پوچھا۔

"کیوں مسٹر علی عمران! بتا دوں ___ ؟ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں" ___ ؟ جیکال نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بتا دو ___ مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے ___ بس یہ خیال رکھنا کہ وہ جگہ پولیس انسپکٹر نیازی کی جیب نہیں ہونی چاہیے" ___ عمران نے یوں مسکراتے ہوئے جواب دیا جیسے اسے اس راز کی یکسر پرواہ نہ ہو۔

"تو ٹھیک ہے مسٹر باس! ___ بلیو فلم ایئرپورٹ کے وی آئی پی روم کے غسل خانے کی فلش ٹینکی کے اندر موجود ہے اوور" ___ جیکال نے بتایا۔

"او کے۔ تھینک یو ___ میں ابھی اسے حاصل کرتا ہوں۔ تم میری کال کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل" ___ باس نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔

کمرے میں ایک بار پھر گمبھیر خاموشی چھا گئی۔

"مسٹر جیکال! ___ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ فلم اس فلش ٹینکی میں نہیں ہے" ___ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے سکوت توڑتے ہوئے کہا اور اس کے انکشاف نے جیسے کمرے میں بم کا دھماکہ کر دیا ہو۔ سب لوگ بے اختیار اچھل پڑے۔

"گک — کیا مطلب —؟ میں نے تو اُسے وہیں چھوڑا تھا" — جیکال ک چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"چھوڑا ہوگا — مگر میں اس ٹینکی کو خود چیک کر چکا ہوں۔ وہ وہاں ن ہے" — عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"تت — تو پھر کون لے گیا؟" — جیکال نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کی سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کے جسم کا تمام خون نچوڑ لیا ہو۔

"مجھے کیا معلوم —؟ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں خوامخواہ جیلر بندے علی خا گھرکیاں سننے جیل میں جاتا" — عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ — اوہ — یہ بہت بُرا ہوا — بہت ہی بُرا ہوا — اب کیا ہوگ وہ فلم بے حد قیمتی ہے — بے حد قیمتی" — جیکال نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ کے چہرے پر شدید الجھن اور خوف کے تاثرات تھے۔

"مسٹر جیکال! — ہوسکتا ہے آپ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے — آپ جا ہیں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا" — اچانک ورنر نے سخت لہجے میں جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں — مجھے دھوکا دینے کی کیا ضرورت ہے — مجھے اس کی معقول ر وصول ہو گئی ہے پھر میں دھوکا کیوں دوں گا۔ میں نے تو اُسے وہیں چھوڑا میرا خیال تھا کہ وہ جگہ محفوظ ہے" — جیکال نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ کمرے میں ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی جو کافی طویل رہی — اور آخ ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جل اٹھا۔

"مسٹر جیکال! — آپ کا شکریہ! — بلیو فلم ہمیں موصول ہو گئی ہے۔ آپ جہاں جانا چاہیں گے آپ کو مسٹر ورنر وہاں پہنچانے کے انتظامات کر گئے اوور" — باس کی مسرت سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"مگر باس! — عمران نے ابھی بتایا ہے کہ وہ یہ فلش ٹینکی چیک کر چکا ہے وہ فلم وہاں نہیں تھی۔ اوور" — ورنر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں — وہ غلط کہہ رہا ہے۔ فلم مجھے موصول ہو گئی ہے — اب تم مسٹر جیکال کو جہاں یہ کہیں پہنچا دو اور عمران کو گولی مار کر ختم کر دو — اوور اینڈ آل" — باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی حرکت کرتا۔ جیرالڈ نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور عمران کے پہلو سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کھڑے ہو جاؤ مسٹر! — اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو" — جیرالڈ کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"پہلے کھڑا ہو جاؤں — یا — ہاتھ اوپر اٹھاؤں —؟ اس بات کا فیصلہ کر لو — اور دیکھو! مجھے کوئی جلدی نہیں ہے — تم اطمینان سے فیصلہ کر سکتے ہو" — عمران نے اسی طرح لاپرواہی اور اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ — ہاتھ اٹھاؤ" — جیرالڈ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یار کیوں جلدی کر رہے ہو —؟ گولی ہی مارنی ہے۔ اطمینان سے مار لینا۔ میں کہیں بھاگا جا رہا ہوں — یا — تم پر کوئی قیامت ٹوٹ رہی ہے" — عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے جیرالڈ نے دانت بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک چھوٹی سی میز موجود تھی۔ میز کے پیچھے ایک کرسی پر ایک منحنی سا بوڑھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک چڑھی ہوئی تھی۔ میلے اور الجھے ہوئے بال۔ ملگجے اور میلے ہوتے کپڑے بظاہر وہ بوڑھا کوئی غریب سا دکاندار نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا ڈبہ تھا جس کے ایک کونے میں ایریل نما راڈ باہر نکلا ہوا تھا۔ وہ بڑے غور سے ڈبے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی تشویش کی پرچھائیاں نمایاں تھیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ ڈبے میں سے سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ڈبے پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بوڑھے نے کونے پر انگوٹھے کا دباؤ ڈالا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ہیلو ریڈ اسٹار ــــ ہیلو ریڈ اسٹار اوور۔"

"یس ریڈ اسٹار سپیکنگ اوور" ــــ بوڑھے نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر الیون سپیکنگ فرام دس اینڈ نمبر تھرٹی ختم ہو گیا ہے ــــ جیرالڈ نے اس کی کار کو جھٹکا کر ہزاروں فٹ نیچے کھائیوں میں پھینک دیا ہے اوور" ــــ نمبر الیون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر تھرٹی جیرالڈ کی منزل مقصود چیک کر سکا تھا اوور" ــــ بوڑھے نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ــــ اُسے راستے میں ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے ــــ تم وہاں سے ہٹ جاؤ ــــ اولڈ فاکس مزید تحقیقات کریں گے اور ہمارے کسی آدمی کو سامنے نہیں آنا چاہیئے اوور" ــــ بوڑھے نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"اوکے باس اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ بوڑھے نے کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈبہ واپس میز پر رکھ دیا۔ مگر دوسرے لمحے ایک بار پھر وہ چونک پڑا کیونکہ سیٹی کی آواز ڈبے میں سے دوبارہ نکلنے لگی تھی۔

"ہیلو ریڈ اسٹار ــــ ہیلو ریڈ اسٹار اوور" ــــ جیسے ہی بوڑھے نے انگوٹھے کا دباؤ ڈبے کے کونے پر ڈالا۔ ڈبے میں سے آواز ابھری۔

"یس ریڈ اسٹار سپیکنگ اوور" ــــ بوڑھے نے جواب دیا

"نمبر ٹو سپیکنگ باس! ــــ ہم کامیاب ہو گئے ہیں ــــ ڈی آئی جی روم کی فلش ٹینکی سے بلیو فلم برآمد ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے وہی اصل فلم ہے جو جیکال نے اس میں چھپا دی تھی۔ اوور" ــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"اوہ گڈ نیوز ــــ فلم لے کر فوراً میرے پاس پہنچو ــــ میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ــــ بوڑھے کی آواز خوشی سے لرز رہی تھی۔ اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ جیسے اُسے سات بادشاہوں کا خزانہ ہاتھ آنے کی خوشخبری ملی ہو۔ اس نے جب ڈبے کو واپس میز پر رکھا تو اس کا ہاتھ خوشی سے کانپ رہا تھا۔ اور وہ بڑی بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا ــــ اور پھر تقریباً دس منٹ

Scanned By Jamshed Pakistanipoint

بند دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"ہیلو باس" ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجہ میں بوڑھے سے مخاطب

"بیٹھو! ۔۔۔ کہاں ہے وہ فلم" ۔۔۔ ؟ بوڑھے نے بدقت اپنے جو قابو پاتے ہوئے کہا۔

اور نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک فلم جو پلاسٹک کی تھیلی میں نکال کر بوڑھے کے سامنے رکھ دی۔

بوڑھے نے جھپٹ کر وہ فلم اٹھائی اور پھر پلاسٹک کی تھیلی کا ایک سر کر فلم باہر نکال لی۔ اس نے فلم کا ریپر کھولا اور پھر اس کا ایک سرا کھینچ کر ا سے روشنی کی طرف کر کے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ فلم کھینچتا رہا اور پھر اس ایک جھٹکے سے فلم لپیٹ دی۔

"ویری گڈ۔ ویری گڈ ۔۔۔ ہم کامیاب ہو گئے ۔۔۔ ویری گڈ" ۔۔۔ بوڑھے آواز انتہائی خوشی سے لرز رہی تھی۔

"باس! ۔۔۔ بس مجھے اچانک ہی خیال آ گیا اور میں نے فلش ٹینکی چیک کر لی" ۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ ایسا کرو کہ لیبارٹری میں اس کی ایک جعلی فلم تیار کرو جو بالکل ا ہی ہو۔ مگر اس میں دیئے گئے اعداد و شمار فرضی ہوں اور وہ فلم واپس اس میں رکھوا دو" ۔۔۔ بوڑھے نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیوں باس" ۔۔۔ ؟ نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"نمبر ٹو ۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس فلم کے پیچھے اولڈ ناکس لگا ہوا ہے ظاہر ہے کہ وہ جیکال سے اگلوا لے گا اور پھر اگر یہ فلم ٹینکی میں سے نہ ملی تو پھر وہ دائرہ بڑھا لیں گے۔ لیکن اگر انہیں کوئی فلم مل جائے جس میں صرف اعداد و شما غلط ہوں تو وہ وقتی طور پر مطمئن ہو جائیں گے اور جب تک انہیں پتہ چلے گا اس وقت تک ہم کہیں سے کہیں پہنچ چکے ہوں گے" ۔۔۔ بوڑھے نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ میں ابھی فلم تیار کر کے واپس ٹینکی میں پہنچا دیتا ہوں" ۔۔۔ نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر بوڑھے سے فلم لیتے ہوئے کہا اور بوڑھے نے سر ہلا دیا۔

نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

نوجوان کے باہر جانے کے بعد بوڑھے نے ڈبہ اٹھایا اور پھر اس کا پچھلا حصہ کھول کر اس میں موجود ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اور ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔ ڈبے میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد ڈبے پر موجود سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ریڈ اسٹار کالنگ ۔۔۔ ایمبیسیڈر سے بات کراؤ۔ اوور" ۔۔۔ بوڑھے نے پروقار لہجے میں کہا۔

"یس ایمبیسیڈر سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز گونجی۔

"مسٹر ایمبیسیڈر! ۔۔۔ ہم فلم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اوور" ۔۔۔ بوڑھے نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔ کیا وہ اصلی فلم ہے اوور" ۔۔۔ ؟ دوسری طرف سے پرجوش لہجے میں پوچھا گیا۔

"جی ہاں ۔۔۔ میں نے چیک کر لیا ہے اوور" ۔۔۔ بوڑھے نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

" او۔ کے ۔۔۔ اس فلم کو فوری طور پر سفارت خانے بھجوا دو ۔۔۔ کوڈ ریڈ اسٹار ہی رہے گا ۔۔۔ میں اسے سفارتی بیگ میں بھجوانے کے انتظامات کرتا ہوں اوور" ۔۔۔ سفیر نے کہا۔

" او۔ کے ۔۔۔ میں ابھی بھجواتا ہوں اوور" ۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل" ۔۔۔ سفیر نے کہا اور بوڑھے نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے بھرپور تاثرات نمایاں تھے۔

جیرالڈ نے اچانک ٹریگر دبا دیا تھا مگر ریوالور سے صرف ٹھس کی آواز سنائی دی اور عین اسی لمحے عمران نے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے جیرالڈ یوں اس کے سینے سے لگتا چلا گیا۔ جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔ اب عمران کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریوالور چمک رہا تھا اور اس نے ریوالور جیرالڈ کے پہلو سے لگا رکھا تھا جب کہ اس کا دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد کسی سانپ کی طرح لپٹا ہوا تھا۔

" خبردار! ۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی تو مسٹر جیرالڈ اُف بھی نہ کر سکیں گے" ۔۔۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

کمرے پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ ورنر اور جیکال دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جبکہ جیرالڈ کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں الجھن تھی۔ وہ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ جس سے اس نے عمران پر فائر کیا تھا۔

جیرالڈ نے چند لمحے عمران کے نیچے سے نکلنے کی کوشش کی اور ایک بار اس نے عمران کے پہلو میں کہنی مارنے کی بھی کوشش کی مگر عمران کے بازو کے ایک ہی جھٹکے نے اسے بے حس و حرکت کھڑے رہنے پر مجبور کر دیا۔ اس کی آنکھیں ابل آئی تھیں اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران نے ذرا سا اور بازو کو جھٹکا دیا تو اس کی گردن ٹوٹ جائے گی۔

" تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ آخر ورنر نے سکوت توڑتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

" اس کا فیصلہ آنے والا وقت کریگا مسٹر ورنر ۔۔۔ بہرحال میں یہ بتا دوں کہ تمہارے باس کو جو فلم نینکی سے ملی ہے وہ نقلی ہے" ۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم غلط کہہ رہے ہو ۔۔۔ وہ اصلی فلم ہے" ۔۔۔ جیکال نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے جواب دینے کی بجائے اچانک جیرالڈ کو زور سے ورنر پر دھکیل دیا اور جیرالڈ اور ورنر دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے۔ عمران نے ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ریوالور سے گیس کی دھار سی نکلی اور پھر تیزی سے کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔

جیکال نے اٹھنے کی کوشش کی مگر گیس کچھ ضرورت سے زیادہ ہی زود اثر تھی۔ وہ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں کرسی پر ڈھلک گیا۔ ورنر اور جیرالڈ بھی اٹھنے کی کوشش میں ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے سانس روکا ہوا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا

اس دیوار کی طرف بڑھا۔ جدھر سے وہ داخل ہوا تھا۔ دیوار سپاٹ چٹان کی طرح نظر آرہی تھی۔

عمران نے تیزی سے دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر ایک جگہ کو ابھرا ہوا محسوس کر کے اس نے اس پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا اور دوسرے لمحے چٹان درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا۔ اور سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ عمران اچھل کر سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی دیر سے سانس روکنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا مگر اُسے کافی دیر تک سانس روکے رکھنے کی مشق تھی اس لیے وہ ذہنی طور پر بالکل چاک و چوبند تھا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا اور عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر اس پر ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے دروازے کو ذرا سا کھول کر ریوالور کی نال اس کے درمیان رکھی اور پھر ٹریگر دباتا چلا گیا۔ تین چار ٹریگر دبا کر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا اور پھر اچھل کر ہال میں داخل ہو گیا۔ زود اثر گیس کی وجہ سے ہال میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے تھے۔ اور عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور اپنے ساتھ ہی وہ ایک بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کو بھی ——— گھسیٹتا چلا گیا۔

بیرونی دروازے پر موجود سرخ رنگ کے بٹن کو دباتے ہی دروازہ کھلا اور عمران باہر آگیا۔ اس کے باہر آتے ہی دروازہ تیزی سے بند ہو گیا اور عمران نے یہاں پہنچ کر تیز تیز سانس لینے شروع کر دیے۔ چند لمحوں بعد اس کی حالت نارمل ہو گئی۔

عمران نے سب سے پہلے بے ہوش آدمی کے کپڑے اتارے اور پھر اپنے جسم پر موجود جیل کی وردی اتار کر پھینک دی اور اس بیہوش آدمی کا لباس پہن لیا۔ سامنے ہی وہ کار موجود تھی جس میں عمران یہاں تک پہنچا تھا۔ عمران نے کار کے پچھلے بمپر کے نیچے جھک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اُسے چھوٹا سا ریڈیو ٹرانسمیٹر ٹیپ کے ساتھ چپٹا ہوا نظر آگیا تھا۔ اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ یہاں چٹان کی سائیڈ میں ایک سرخ رنگ کا بٹن موجود تھا۔

عمران نے بٹن دبایا اور اس کے ساتھ ہی چٹان کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی اور عمران تیزی سے باہر سڑک پر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی چٹان دوبارہ برابر ہو گئی رات گزر چکی تھی اس لیے صبح کا اجالا ہر طرف پھیل چکا تھا۔

باہر آتے ہی عمران نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر اسے کافی بلندی پر فضا میں کھڑا ہوا ایک ہیلی کاپٹر نظر آگیا۔ عمران نے مخصوص انداز میں ہاتھ کو فضا میں لہرایا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے اترتا چلا آیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کے پہیے سڑک پر ہی ٹک گئے اور عمران تیزی سے بھاگتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ سامنے ہی جولیا نظر آرہی تھی اور پھر عمران اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔

"ہیلو" ——— عمران نے اندر گھستے ہی صفدر سے کہا اور صفدر نے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے میں فضا میں اٹھا لیا۔

"عمران صاحب! ——— آپ اتنی آسانی سے نکل آنے میں کیسے کامیاب ہو گئے؟" جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"میرے جسم پر گریس لگی ہوئی تھی اس لیے پھسل کر آگیا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کے منہ سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ جولیا نے بُرا سا منہ بنا لیا مگر وہ خاموش رہی۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب؟ ۔۔۔۔ ؟ آخر چند لمحوں بعد صفدر نے پوچھا۔

"کسی اچھے سے کیفے میں چائے پلوا دو یار ۔۔۔۔ کتنی روز سے چائے ہی نہیں ملی" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔۔ ہمیں ایکسٹو کی طرف سے یہیں ٹھہر کر نگرانی کا حکم ملا ہے۔ اس لیے ہم یہیں ٹھہریں گے" ۔۔۔۔ جولیا نے اچانک فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ ہیلی اس وقت کافی بلندی پر آ چکا تھا۔

"تو میں نے کب منع کیا ہے تمہیں نگرانی کرنے سے ۔۔۔۔ کرتی رہو ۔۔۔۔ میں تو ص سے کہہ رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کی کھلی کھڑکی سے نیچے جھانکتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اسی چٹان پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے وہ باہر آیا تھا۔

"نہیں ۔۔۔۔ صفدر بھی نہیں جا سکتا" ۔۔۔۔ جولیا نے پہلے سے زیادہ سخت لہ میں کہا۔

"نہیں جا سکتا تو نہ سہی ۔۔۔۔ میں تو جا سکتا ہوں ۔۔۔۔ خدا حافظ" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات سمجھتا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کی کھلی کھڑکی سے نیچے چھلانگ لگا دی اور ان تینوں کے حلق سے بے اختیا چیخیں نکل گئیں۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ عمران اتنی بلندی سے یوں چھلانگ لگا دے گا اور پھر ان کی نظریں نیچے کی طرف جم گئیں۔ عمران کا جسم رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نیچے گرتا چلا جا رہا تھا اور نیچے سنگلاخ چٹانیں تھیں۔ ان تینوں کو یوں محسوس ہوا جیسے عمران کے ساتھ ہی ان کے جسموں سے روحیں بھی نکل گئی ہوں۔ عمران کی دردناک موت اب یقینی ہو چکی تھی۔

فیلپ مرنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ سٹیئرنگ پر ریڈ اسٹار خود موجود تھا۔ اس نے فلم پہنچانے کے لیے کسی پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود ہی جانا مناسب سمجھا تھا۔ اور اس وقت اس کی کار سفارت خانے کی طرف ہی دوڑی چلی جا رہی تھی۔ ایک چوک کراس کر کے وہ مین روڈ سے ہٹ کر اس روڈ پر آ گیا جس کا اختتام سفارت خانے پر ہی ہوتا تھا۔ اس سڑک پر چونکہ ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اس لیے اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ یہ سڑک چند میل آگے جا کر ایک رہائشی کالونی کے درمیان سے گزرتی تھی۔

چنانچہ جیسے ہی کار کالونی میں داخل ہوئی اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ کالونی بے حد گنجان آباد تھی۔ اور یہاں پیدل چلنے والوں کا خاصا رش رہتا تھا۔ ابھی اس کی کار نے کالونی کے تین چار بلاک ہی کراس کیے تھے کہ اچانک اسے پوری قوت سے بریک لگانے پڑے۔ کار کے ٹائروں نے ایک طویل احتجاجی چیخ ماری۔ مگر اتنی سخت بریک لگانے کے باوجود بھی وہ اس بوڑھی عورت کو نہ بچا سکا۔ جو ایک مکان کی آڑ سے نکل کر اچانک سڑک پر آ گئی تھی۔

ریڈ اسٹار تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور سڑک پر پشت کے بل گری ہوئی بڑھیا کی طرف دوڑا۔ ادھر ادھر سے بے شمار لوگ بھاگ کر جائے حادثہ پر اکٹھے ہو گئے۔ ریڈ اسٹار نے سہارا دے کر بڑھیا کو اٹھایا اور پھر اس نے اطمینان کی ایک

طویل سانس لی۔ بڑھیا کو کوئی سخت چوٹ نہیں آئی تھی۔ کار نے صرف اُسے دھکا دیا تھا۔ بڑھیا کہتی جھکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اردگرد اکٹھے ہونے والے ہجوم نے ریڈاسٹار کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔

ریڈاسٹار نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بٹوہ نکالا۔ اور پھر اس میں سے ایک بڑا نوٹ نکال کر بڑھیا کو دیتے ہوئے کہا۔

"محترمہ! —— یہ رقم رکھ لیں۔ آپ کے کام آئے گی"۔

بڑھیا نے اتنا بڑا نوٹ دیکھا تو تیزی سے اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اس کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے تھے۔ وہ شاید دل میں سوچ رہی تھی کہ اتنا بڑا نوٹ وہ مر کر بھی حاصل نہ کر سکتی تھی۔ لوگوں نے بھی اب ریڈاسٹار کی تعریف شروع کر دی۔ ریڈاسٹار نے بٹوہ دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر تیزی سے مڑ کر مجمع کو چیرتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار ایک بار پھر سفارت خانہ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں بڑھیا کو گالیاں دے رہا تھا جس نے خوامخواہ اس کا وقت ضائع کیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی خیال آ جاتا تھا کہ شکر ہے بڑھیا کو زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی ورنہ اُسے ہسپتال اور تھانے کے چکر میں نجانے کتنا وقت ضائع کرنا پڑتا۔ اُسے احساس تھا کہ محترم سفیر اس کا شدت سے انتظار کر رہے ہوں گے۔

اور پھر وہ اس وقت اپنے خیالوں سے چونک پڑا جب سفارت خانے کی عمارت سامنے آ گئی اور اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار سفارت خانے کے پھاٹک میں موڑ دی۔ پورچ میں گاڑی روک کر وہ باہر آ گیا تو ایک مسلح دربان نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔ دربان کے چہرے پر سختی کا تاثر نمایاں تھا۔

"ریڈاسٹار"—— ریڈاسٹار نے کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ آیئے —— محترم سفیر شدت سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں"—— دربان کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی یکدم دور ہو گئی۔

"چلیئے"—— ریڈاسٹار نے کہا اور پھر دربان اس کے آگے چلتے ہوئے اُسے مختلف راہداریوں سے گزار کر ایک کمرے کے دروازے پر لے گیا جس پہ سفیر کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

"تشریف لے جایئے"—— دربان نے کہا اور ریڈاسٹار نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جو انتہائی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے آخری حصے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے محترم سفیر موجود تھے۔ انہوں نے چونک کر ریڈاسٹار کی طرف دیکھا۔

"ریڈاسٹار"—— ریڈاسٹار نے قریب جا کر کہا۔

"اوہ آپ آ گئے —— تشریف رکھیئے"—— سفیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ریڈاسٹار خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لایئے وہ فلم کہاں ہے"——؟ سفیر نے باوقار لہجے میں کہا۔

ریڈاسٹار نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بٹوہ نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انتہائی تیزی سے تمام جیبیں دیکھ ڈالیں۔ اس کے چہرے پر زبردست بوکھلاہٹ طاری تھی۔

"کیا ہوا"——؟ سفیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا بٹوہ غائب ہے"—— ریڈاسٹار کے لہجے میں شدید بوکھلاہٹ اور پریشانی نمایاں تھی۔

"بٹوہ غائب ہے ——— میں سمجھا نہیں" ——— سفیر کے لہجے میں ہلکی تھی۔

"وہ فلم بٹوے میں رکھی ہوئی تھی" ——— ریڈ اسٹار نے جواب دیا اور سفیر کو محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے بم مار دیا ہو۔

"بٹوے میں رکھی ہوئی تھی اور بٹوہ غائب ہے" ——— سفیر صاحب نے اچھلتے ہوئے کہا۔

ریڈ اسٹار نے انہیں جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون اٹھایا اور تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔

"ہیلو ریڈ اسٹار سپیکنگ" ——— بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس نمبر ٹو سپیکنگ باس" ——— دوسری طرف سے ملا ۔

"نمبر ٹو ——— پاشا کالونی پہنچو ——— وہاں کسی نے میری جیب سے بٹوہ نکالی اور بٹوے میں فلم تھی ——— یہ حرکت شاید کسی جیب کترے نے کی ہے۔ تم فوراً علاقے کے کسی بدمعاش سے بات کرو اور جتنی رقم پر بھی سودا ہو جائے وہ بٹوہ حاصل کرو ——— میں واپس ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں مجھے وہیں رپورٹ کرنا ——— ایمر ہے یہ" ——— ریڈ اسٹار نے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور ریڈ اسٹار نے رسیور کریڈل پر دیا۔

"کیا تم خود ہی ریڈ اسٹار ہو" ——— ؟ سفیر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں ——— میں ہی ریڈ اسٹار ہوں۔ اور فلم کی اہمیت کے پیش نظر میں نے منا سمجھا کہ میں خود ہی اسے آپ تک پہنچا دوں ——— مگر ———" ریڈ اسٹار خامو ہوگیا۔

"آخر یہ ہوا کیسے" ——— ؟ سفیر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر ریڈ اسٹار نے پاشا کالونی میں ہونے والا تمام واقعہ کہہ سنایا۔

"ہوں ——— یہ یقیناً کسی جیب کترے کا کام ہے ——— تمہارے بٹوے میں نوٹ دیکھ کر اس نے اسے پار کر لیا" ——— سفیر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— ہم جلد ہی اسے دوبارہ پالیں گے ——— اچھا خدا حافظ" ——— ریڈ اسٹار نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل آیا۔ چند لمحوں کے بعد اس کار انتہائی تیز رفتاری سے دوبارہ پاشا کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

* * *

عمران کا جسم واقعی رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح زمین کی طرف گرتا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے لاشعوری طور پر اپنے جسم کو سکیڑ لیا تھا۔ ہوا کا تیز دباؤ اسے اپنے سینے پر محسوس ہو رہا تھا اور نیچے گرتے ہوئے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی آنتیں اس کے حلق سے باہر نکل آئیں گی۔

مگر عمران کا ذہن حیرت انگیز طور پر پرسکون تھا۔ بظاہر اس کی اس اندھی چھلانگ خودکشی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا

زمین انتہائی تیزی سے قریب آتی چلی جا رہی تھی۔ نیچے بکھری ہوئی سنگلاخ چٹانیں ر ہزاروں فٹ گہری کھائیاں اب نمایاں نظر آ رہی تھیں اور موت اپنے سیاہ جبڑے کھولے اس کے استقبال کے لیے کھڑی تھی۔ اور یہ سب کچھ صرف چند لمحوں میں ہو جانا

Scanned By Jam hed Paksitanipoint

تھا۔ زمین کے بالکل قریب آتے ہی عمران نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں
پھر اپنے جسم کے نچلے حصے کو شمال کی طرف جھٹکا دیا۔ اس جھٹکے نے اس کا ر
اور وہ دو چٹانوں کے درمیان موجود کھائی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس کا
کھائی میں اترا۔ مگر اسی لمحے اس نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور پھر اس کے
ایک زبردست جھٹکا لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک لمحے کے لیے کھائی کی طرف ابھر
چٹانوں کی نوک پر جم گئے۔ اسی ایک لمحے میں اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے
بازو اس کے کندھوں سے اکھڑ گئے ہوں۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ چھو
اور اس کا جسم قلابازی کھا کر کھائی کی مخالف سمت میں موجود چٹان کی طرف

عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھائے اور اس بار اس کے دونوں ہاتھ چ
سے نکلی ہوئی ایک بیل کی جڑ پر جم گئے۔ اس کے جسم کو ایک اور زوردار جھٹکا لگا
جھٹکا پہلے کی نسبت کم شدید تھا اس کے ہاتھ دوسرے لمحے پھر آزاد تھے اور ا
جھٹکے کی وجہ سے ایک بار پھر قلابازی کھا کر پہلے والی چٹان کے ساتھ ٹکرایا۔ اس با
سے دونوں ہاتھ ایک اور چٹان کی نوک پر جم گئے۔ اس بار پھر جھٹکا لگا مگر اب اس
شدت نہیں تھی کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا۔ چنانچہ اس کا جھولتا ہوا جسم
تنگ کھائی میں لٹکتا رہا۔ پھر عمران نے اپنے جسم کو سکیڑا اور ایک بار پھر اس کا
مخالف سمت میں چٹان کی طرف لپکا مگر اس بار اس کے دونوں پیر چٹان کے ایک
حصے پر جم گئے اور عمران دھم سے اس پر بیٹھ گیا۔ اس کا پورا جسم بری طرح لرز رہا
موت کے خوفناک پنجے سے نکل آیا تھا۔

چند لمحوں تک وہ بے حس و حرکت اس چٹانی پلیٹ فارم پر پڑا رہا۔ اُسے
بھی یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ زندہ بچ گیا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے جسم کی لر
کم ہوتی چلی گئی اور شاید دو یا تین منٹ بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو

نے سہارا لے کر اوپر دیکھا تو وہ کھائی میں تقریباً تین سو فٹ نیچے آ چکا تھا اور پھر نیچے دیکھنے پر اُسے احساس ہوا کہ کھائی کی گہرائی نامعلوم ہے۔ اگر اس کا ذہن ایک لمحے کے لیے بھی بے حس ہو جاتا تو یقیناً اس کی لاش بھی کسی کو نہ ملتی۔ کھائی کے سرے سے آسمان نظر آ رہا تھا مگر ایک نیلے رنگ کی پٹی کی صورت میں۔ عمران مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر یقینی موت کو شکست دے دی تھی۔

کھڑے ہو کر عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے اس پلیٹ فارم کے قریب چٹان میں ایک دراڑ سی نظر آئی جو کافی دور تک چلی جا رہی تھی۔ عمران نے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد آخرکار وہ اس دراڑ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ دراڑ اتنی چوڑی تھی کہ وہ اس میں آسانی سے چل سکتا تھا اور پھر وہ دراڑ کے اندر گھستا چلا گیا۔

دراڑ کی بناوٹ سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جغرافیائی عمل نے وہاں پہاڑ کے آر پار ایک قدرتی سرنگ بنا دی گئی ہو۔ عمران خاصی تیز رفتاری سے سرنگ کے اندر چلتا گیا اور پھر تقریباً دس منٹ کے بعد اُسے دور سے روشنی کا سرا نظر آ گیا۔ اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ قدرت کی اس امداد پر وہ دل ہی دل میں شکریہ ادا کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ اس سرنگ کے دوسرے دہانے سے باہر آ گیا۔ اب وہ پہاڑ کی دوسری سمت میں موجود تھا۔ اچانک اُسے اپنے سر پر ہیلی کاپٹر کی گھن گرج سنائی دی اور اس نے چونک کر اوپر دیکھا تو اُسے سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر پہاڑ کی دوسری طرف اترتا نظر آیا۔ اس طرف جدھر وہ کھائی تھی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ تیزی سے چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس طرف بڑھتا چلا گیا جدھر وہ سڑک موجود تھی جو نیچے شہر کی طرف جاتی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سڑک کے اس

حصے پر پہنچ گیا جو شہر کے نزدیک تھا۔ سڑک پر چلتے ہوئے وہ جلد ہی شہر میں داخل ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک خالی ٹیکسی اس کے اشارے پر رک گئی۔

"گرین بار"۔۔۔ عمران نے پچھلی سیٹ پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

سب سے پہلے ورنر کو ہوش آیا اور وہ چند لمحے آنکھیں کھول کر ساکت پڑے رہنے کے بعد اچھل کر بیٹھ گیا۔ کمرے میں جیکال اور جیرالڈ ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور عمران غائب تھا۔

کمرے میں گیس کی بدبو ابھی تک محسوس ہو رہی تھی۔ ورنر کا دماغ چکرا رہا تھا مگر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر لڑکھڑاتا ہوا وہ ایک دیوار کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ایک حصے پر زور سے ہاتھ مارا۔ اس کے ہاتھ مارتے ہی دیوار کا وہ حصہ کسی الماری کے پٹ کی طرح ایک طرف کھسکتا چلا گیا اور اس کھلے حصے میں ایک تختے پر مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔

ورنر نے نیلے رنگ کے ایک بٹن کو دبا دیا اور بٹن دبتے ہی کمرے میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگی اور کمرے میں ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے آندھی آ گئی ہو۔ مگر چند لمحوں بعد فضا پُرسکون ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی گیس کی بدبو ختم ہو گئی ورنر نے تیزی سے بٹن کو دوبارہ دبایا اور پھر دیوار کا حصہ برابر کر کے وہ ان سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب تازہ ہوا کی وجہ سے اُسے سانس لینے میں آسانی ہو گئی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر جیسے ہی وہ اوپر آیا اس نے وہاں پڑے ہوئے بے ہوش افراد کو کسمساکر اٹھتے دیکھا۔ مگر ورنر ان سے بے نیاز انتہائی تیزی سے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ ایک بہت بڑی مشین تھی جس کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین بھی موجود تھی ورنر نے مشین کا بٹن آن کیا۔ اور مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے ساتھ ہی سکرین روشن ہو گئی۔ ورنر نے ایک اور بٹن دبایا اور سکرین پر لہریں تیزی سے کوندنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ورنر نے وہ بٹن آف کیا اور ایک اور بٹن آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک منظر واضح ہو گیا۔

یہ پوائنٹ نمبر ۱ کا بیرونی منظر تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے اٹھا اور ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ سکرین پر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہوا عمران صاف نظر آ رہا تھا ورنر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور مشین کے نیچے ایک ہینڈل کو زور سے کھینچ لیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس ہینڈل کے کھینچتے ہی چٹان کے اوپر دور مار جدید ترین گن باہر آ گئی ہو گی۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین پر ہیلی کاپٹر فوکس ہوتا چلا گیا۔ ورنر نے بجلی کی تیزی سے ہینڈل کو دائیں طرف گھمایا اور پھر اس نے دانت بھینچ کر ہینڈل کے سرے پر موجود سرخ رنگ کا بٹن دبانا ہی چاہا تھا کہ وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ہیلی کاپٹر سے عمران کو بغیر پیراشوٹ کے نیچے گرتے دیکھا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے عمران کو ہیلی کاپٹر سے دھکا دے دیا ہو۔ اس کا انگوٹھا لاشعوری طور پر سرخ رنگ کے بٹن سے ہٹ گیا اور اس کی نظریں سکرین پر جم سی گئیں۔ اس نے عمران کو رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح نیچے گرتے دیکھا۔ ورنر نے ناب گھمائی اور پھر سکرین پر

ہیلی کاپٹر کی بجائے عمران کا جسم فوکس میں آگیا۔

عمران کے جسم کے ساتھ ساتھ فوکس بھی بدلتا چلا جا رہا تھا اور چند ہی لمحوں کے بعد عمران کا جسم دو پہاڑی چٹانوں کے درمیان موجود کھائی میں گر کر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

ورنر نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ اُسے اس کھائی کے متعلق پوری طرح علم تھا۔ وہ ان چٹانوں کو بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ کھائی ہزاروں فٹ گہری تھی اور کسی کو اس میں گر کر زندہ رہ جانا ناممکن تھا۔

مگر دوسرے لمحے اُسے ہیلی کاپٹر کا خیال آگیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ناب دوبارہ گھمائی تو اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اس کھائی کی طرف جاتے دیکھا۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر ہینڈل کو دوبارہ اندر دھکیل دیا۔ اب گن استعمال نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ ہیلی کاپٹر اس کی رینج سے باہر جا چکا تھا۔ سکرین پر ابھی تک ہیلی کاپٹر نظر آ رہا تھا۔ وہ اس کھائی کے اوپر فضا میں معلق تھا۔

ہیلی کاپٹر چند لمحے فضا میں اڑتا رہا اور پھر وہ تیزی سے اس جگہ کی طرف اترتا چلا گیا جس طرف عمران گرا تھا۔ اور ورنر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کا بٹن بند کر دیا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے اُسے احساس ہوا کہ جیرالڈ اور جیکال کے ساتھ ساتھ باقی تمام کارکن بھی اس کے گرد کھڑے تھے۔

”عمران ختم ہو گیا“ ——— جیرالڈ نے بھاری آواز میں کہا۔

”ہاں ——— مگر ہمارا یہ پوائنٹ نظروں میں آگیا ہے“ ——— ورنر نے سخت لہجے میں کہا۔

”اگر اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا جائے تو یہ پوائنٹ بچ سکتا ہے“ ——— اچانک جیرالڈ نے کہا اور ورنر جھٹکے سے اس کی طرف مڑا۔

”ہیلی کاپٹر تو دفاعی گن کی رینج سے باہر ہے۔ اس لیے اب یہ کام تمہیں ہی رنا پڑے گا ——— اور ویسے بھی اس ہیلی کاپٹر کو تم ہی اپنے ساتھ لگا لائے ہو“ زر نے تلخ لہجے میں کہا۔

اور جیرالڈ سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میں بھی جاؤں“ ——— ؟ جیکال نے پوچھا۔

”نہیں مسٹر جیکال! ——— اب صورتحال بدل چکی ہے ——— تم یہیں ٹھہرو۔ میں باس سے بات کرتا ہوں“ ——— ورنر نے کہا اور پھر جیکال کو لیے واپس نچلے کمرے میں آگیا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

”باسس سپیکنگ اوور“۔

”ورنر سپیکنگ باس“ ——— ورنر نے کہا اور پھر تمام صورت حال کی تفصیل بتلا دی۔ چند لمحے دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔ پھر باس کی آواز ابھری۔

”پوائنٹ خالی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر جیرالڈ کامیاب ہو گیا تو ٹھیک ——— ورنہ تم نمبر تھری آن کر دو۔ اس کے بعد ہم بھی اس پوائنٹ پر بے ضرر ہو جائیں گے ——— ورلڈ مشین سے بیرونی صورت حال کا جائزہ لیتے رہو۔ کسی بھی امکانی خطرے میں مجھے کنکٹ ضرور کرنا۔ اوور“ ——— باس نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر باس! ——— مسٹر جیکال کے متعلق کیا حکم ہے اوور“ ——— ؟ ورنر نے پوچھا۔

”اُسے وہیں روکو ——— جب تک خطرہ مکمل طور پہ دور نہ ہو جائے۔ اوور اینڈ آل“۔

باس نے کہا اور پھر سلسلہ ختم ہو گیا۔

ورنر نے بڑی تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ اسی دیوار کی

طرف بڑھ گیا جہاں وہ بٹنوں والا تختہ موجود تھا۔ چٹان کا وہ حصہ کھسکا کر اس ایک بٹن آن کیا اور پھر تختہ برابر کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثر نمایاں تھے۔

"مجھے شک ہے کہ عمران ہلاک نہیں ہوا ہو گا"۔۔۔ اچانک جیکال نے کہا۔

"نہیں مسٹر جیکال!۔۔۔ اس کی موت یقینی ہے۔۔۔ ایسی صورت حال میں ا تو گیا۔ موت کا فرشتہ خود ہلاک ہو جائے گا"۔۔۔ وزر نے مسکراتے ہوئے جواب د

"تم نے فقرے کا آخری جز صحیح کہا ہے۔۔۔ عمران کے مقابلے میں موت کا فرشت تو ہلاک ہو سکتا ہے مگر عمران نہیں"۔۔۔ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں"۔۔۔ جیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ خواہ مخواہ اس شخص کے متعلق خوش فہمی میں مبتلا ہیں"۔۔۔ وزر نے سخ لہجے میں جواب دیا۔

"تم مانو نہ مانو۔۔۔ مگر ایک روز تمہیں میرے ان الفاظ کی حقیقت خود ہی معلوم ہو جائے گی"۔۔۔ جیکال نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

وزر نے برا سا منہ بنانے کے علاوہ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر کمرے می گمبھیر خاموشی چھا گئی۔

صفدر، جولیا اور چوہان تینوں کی نظریں زمین کی طرف گرتے ہوئے عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ ان تینوں کو دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجسموں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عمران کا جسم کھائی میں گر کر غائب ہو گیا اور پھر ہیلی کاپٹر جولیا کی سسکیوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے رو رہی تھی۔ صفدر اور چوہان کا چہرہ بھی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"اب رونے کا کوئی فائدہ نہیں مس جولیا!۔۔۔ آپ کی خواہ مخواہ کی ضد نے ایک عظیم انسان کا خاتمہ کر دیا ہے"۔۔۔ صفدر نے انتہائی تلخ لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔۔۔ مجھے کیا علم تھا کہ وہ ایسا کرے گا۔۔۔ کاش ایسا نہ ہوتا"۔۔۔ جولیا نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوراً نیچے جانا چاہیئے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اب بھی ہم اسے بچانے میں کامیاب ہو جائیں"۔۔۔ اچانک چوہان نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"ناممکن۔۔۔ یہ کھائی ہزاروں فٹ گہری ہے۔۔۔ اب عمران کا بچنا ناممکن ہے"۔ صفدر نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ مگر لاشعوری طور پر اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ ایک بار وہ ہیلی کاپٹر کو عین اس کھائی کے اوپر لے گیا۔ اس کی نظریں نیچے کھائی پر جمی ہوئی تھیں مگر نیچے گھپ اندھیرا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کو آگے لے گیا اور پھر ایک چکر کاٹ کر دوبارہ کھائی کی طرف آیا۔ اس بار وہ ہیلی کاپٹر کو اتارنے کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ مگر کوئی مناسب جگہ نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس نے ایک اور چکر لگایا اور پھر اسے ایک خالی جگہ مل ہی گئی۔ چنانچہ اس نے ہیلی کاپٹر وہاں اتار دیا۔

اب تک جولیا بھی اپنے آپ کو سنبھال چکی تھی اس لیے ہیلی کاپٹر اترتے ہی وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے باہر آئے۔ سامنے ہی وہ کھائی موجود تھی جو عمران کے

جسم کو نگل گئی تھی۔ وہ کھائی کے کنارے یوں بے حس و حرکت کھڑے ہو گئے جیسے کی قبر پر آئے ہوں۔

"چوہان! — ہیلی کاپٹر سے رسی نکالو۔ میں نیچے جاؤں گا — شاید کچھ معلوم جاتے" — چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور چوہان ایک جھٹکے سے مڑا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے اندر سے نائلون کی ہوئی رسی کا ایک کافی بڑا گچھا نکالا۔ یہ رسی کم از کم ایک ہزار فٹ لمبی تھی۔

صفدر نے رسی کا ایک سرا ایک چٹان کے گرد مضبوطی سے لپیٹا اور دوسرا سرا اپنی کمر کے گرد باندھ کر وہ رسی کو پکڑے کھائی میں اترتا چلا گیا۔ جولیا اور چو کھائی کے کنارے پر جھکے اُسے نیچے جاتا دیکھ رہے تھے۔

صفدر چٹانوں کے بڑھے ہوئے حصوں کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اترتا چلا گ اور پھر جب اس کی رسی کی لمبائی ختم ہوئی تو ابھی کھائی کی گہرائی اُسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ اندر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس لیے وہ زیادہ دور تک دیکھ سکتا تھ مگر اس کے باوجود اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے دیکھنا شروع کر دیا۔ مگ بے سود۔ ہر چیز اپنی جگہ ساکت تھی۔ صفدر کا دل ڈوب رہا تھا۔ عمران کی موت یقین تو اسے پہلے ہی ہو چکا تھا مگر اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اس کھائی میں گرنے کے بعد کسی کا بچ نکلنا ناممکن تھا۔ اچانک اس نے عمران کو آواز دی۔

"عمران" — صفدر نے پوری قوت سے چیخ کر کہا اور اس کی آواز کی بازگشت کئی لمحوں تک کھائی میں گونجتی رہی مگر بے سود۔ اُسے سوائے اپنی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس نے ایک بار پھر آواز دینے کے لیے منہ کھو ہی تھا کہ اچانک اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا۔ کھائی کے اوپر گولی چلنے کی آواز سنا

دی تھی۔ اور اس کے بعد ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور صفدر چند لمحے تو بے حس و حرکت اپنی جگہ لٹکا رہا۔ مگر پھر اس نے رسی کے سہارے تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور پھر ابھی اس نے آدھا راستہ طے کیا تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں ایک دل ہلا دینے والی چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک انسانی جسم ہوا میں اڑتا ہوا اس کی طرف آتا دکھائی دیا۔ لاشعوری طور پر صفدر نے ایک ہاتھ سے اُسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ وہ اس کے ہاتھ کی پہنچ سے دور تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جسم گہرائی میں گر کر غائب ہو گیا۔ البتہ اس کی دردناک چیخ کی بازگشت کافی دیر تک سنائی دیتی رہی۔ پھر کھائی میں ایک غیر فطری سی خاموشی چھا گئی۔

صفدر کا دماغ چند لمحوں کے لیے سُن ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کھائی کے اوپر سے اُسے چوہان کی آواز سنائی دی۔ وہ اُسے آواز دے رہا تھا۔ اور صفدر نے تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اب تک اس کے ذہن میں یہی خدشہ تھا کہ گرنے والا کہیں چوہان نہ ہو۔ مگر چوہان کی آواز سُنکر اس کی تمام حسیات جاگ پڑیں اور پھر وہ تیزی سے کھائی کے منہ پر آ گیا۔

"صفدر! — جولیا شدید زخمی ہو گئی ہے" — چوہان نے اس کے اوپر آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

صفدر نے دیکھا تو جولیا ایک چٹان کے قریب لیٹی ہوئی تھی اور اس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا جبکہ ہیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں بکھرے ہوئے تھے۔

"یہ ہوا کیسے — ؟ اور گرنے والا کون تھا — ؟" صفدر نے جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم — ہم دونوں کھائی میں جھانک رہے تھے کہ اچانک جولیا

اٹھی۔ اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور گولی جولیا کے بازو کو چیرتی چلی گئی ——— جولیا جھٹکا کھا کر نیچے گری ——— میں خود ایک چٹان کی آڑ میں ہو گیا اور دوسرے لمحے ایک نوجوان اچھل کر ایک چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے ہیلی کاپٹر پر بم مار دیا۔ ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے اڑ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے سے میرے ذہن کو شدید جھٹکا لگا اور میں نے سب احتیاطیں بالائے طاق رکھ کر نوجوان پر چھلانگ لگا دی۔ مگر وہ نوجوان بے حد پھرتیلا اور چست تھا۔ ہم دونوں لڑتے لڑتے اس کھائی کے کنارے پر آ گئے اور اس نے مجھے کھائی میں گرانا چاہا۔ مگر عین آخری لمحے میرا داؤ چل گیا اور حملہ آور کھائی میں گرتا چلا گیا" ——— چوہان نے پوری تفصیل بتا دی۔

صفدر نے ایک طویل سانس لی۔

جولیا زیادہ خون نکل جانے سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ چنانچہ صفدر نے جیب سے رومال نکال کر اس کے بازو پر باندھا اور پھر اسے کندھے پر اٹھا لیا۔

"آؤ چوہان جلدی کرو ——— ہمیں جلد از جلد دانش منزل پہنچنا ہے ورنہ جولیا کی حالت بگڑ بھی سکتی ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"مگر عمران" ——— چوہان نے دبے لہجے میں کہا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا ——— تم نے حملہ آور کی چیخ کی بازگشت نہیں سنی تھی ——— ؟ یہ کھائی ہزاروں فٹ گہری ہے اور عمران اب ایک افسانے سے زیادہ کچھ نہیں رہا" ——— صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر جولیا کو کندھے پر اٹھائے وہ دونوں تیزی سے چٹانوں کو پھلانگنے لگے۔ ان کی حالت سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ لٹا کر واپس جا رہے ہوں۔

عمران لڑکھڑاتے قدموں سے بار میں داخل ہوا۔ اس چھلانگ نے اس کے جسم کے تمام کس بل نکال دیئے تھے۔ اس کے بازوؤں میں شدید درد تھا۔ وہ بار کے شمالی حصے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی اس نے راہداری کی طرف مڑنے کی کوشش کی۔ ایک خوفناک شکل والے نوجوان نے اس کا راستہ روک لیا۔

"یہ راستہ پرائیویٹ ہے" ——— راستہ روکنے والے نے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا ہے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو" ——— نوجوان نے گرم ہو کر کچھ کہنا چاہا تھا کہ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— جیرم سے کہو کہ پرنس زیرو آیا ہے ——— مجھے یقین ہے کہ وہ میرے استقبال کے لیے خود دوڑا آئے گا" ——— عمران کے لہجے میں تمکنت نمایاں تھی۔

"اوہ تم باس سے ملنا چاہتے ہو ——— آؤ میرے ساتھ" ——— نوجوان کا لہجہ یکدم بدل گیا اور پھر وہ تیزی سے راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازے پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"آ جاؤ" ——— اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور نوجوان عمران کو وہیں رکنے

کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر عمران بھلا کہاں رکتا تھا وہ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

"میں نے تم سے کہا تھا" —— نوجوان نے اُسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر بھنچے میں کچھ کہنا چاہا۔

"کیا بات ہے —— کون ہو تم" —— ؟ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نوجوان نے تیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس زیرو" —— عمران نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر ایک کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ! —— پرنس زیرو تم" —— جیرم نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ عمران کو لے آنے والا نوجوان بھی اپنے باس کا فقرہ سن کر چونک پڑا۔

"تم جاؤ مارٹن" —— جیرم نے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا اور مارٹن تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"پرنس! —— تم بے حد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو" —— جیرم نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی —— تم ایسا کرو کہ میک اپ کا سامان اور ایک غنڈوں جیسا لباس کسی تہہ خانے میں پہنچا دو اور مجھے بھی وہاں کا راستہ بتا دو" —— عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"بہتر —— میں ابھی انتظام کرتا ہوں" —— جیرم نے کہا اور پھر اس کا ہاتھ رسیور کی طرف بڑھا مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ جیرم نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس جیرم سپیکنگ" —— جیرم نے گرجدار لہجے میں کہا۔ چند لمحے دوسری طرف سے

آنے والی آواز سنتا رہا۔

"نہیں —— ابھی معلوم نہیں ہو سکا۔ بہرحال میرے آدمی تلاش کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ دو تین گھنٹوں کے اندر کام ہو جائے گا" —— اس بار جیرم کا لہجہ قدرے نرم تھا۔ پھر دوسری طرف سے کوئی بات سن کر اس نے ایک جھٹکے سے کریڈل دبا دیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"شوگی! —— روم نمبر تھرٹی صاف کرا دو اور میک اپ بکس وہاں پہنچا دو" —— جیرم نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی انتظام ہو جاتا ہے" —— جیرم نے رسیور کریڈل پر ڈالتے ہوئے کہا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

"عجیب عجیب لوگ اس دنیا میں بستے ہیں پرنس" —— اچانک جیرم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہوں" —— عمران نے آنکھیں کھولے بغیر ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"ایک آدمی صرف اپنے گمشدہ بٹوے کی بازیابی کے لئے دو لاکھ روپے دینے پر تیار ہے" —— جیرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جیسے وہ اس آدمی کی حماقت پر دل ہی دل میں ہنس رہا ہو۔

"ہو سکتا ہے کہ اس کے بٹوے میں دو لاکھ روپے سے زیادہ رقم ہو" —— عمران نے اسی انداز سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔

"یہی تو حیرت انگیز بات ہے —— اس آدمی کے کہنے کے مطابق بٹوے میں صرف دس ہزار روپے تھے —— اس کے کہنے کے مطابق بٹوہ برآمد ہونے پر وہ دس ہزار بھی لینے کو تیار نہیں" —— جیرم نے کہا۔

Scanned By Jamshed Pakistanipoint

"اوہ! — پھر تو اس بٹوے میں کوئی خاص چیز ہوگی" — عمران نے پہلی بار دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اور اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"ہاں! — معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے" — جیرم نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی۔ جیرم نے رسیور اٹھا لیا۔

"جیرم سپیکنگ" — جیرم نے گرجدار لہجے میں کہا

"باس! — اس بٹوے کے متعلق اطلاع دینی ہے — بٹوہ نکالنے والا جیب کترا مل گیا ہے مگر وہ شدید زخمی ہے — اس کے بیان کے مطابق وہ بٹوہ نکالنے کے بعد اپنے فلیٹ میں چلا گیا۔ بٹوے میں نوٹوں کے علاوہ ایک فلم بھی تھی جو پلاسٹک کی ایک تھیلی میں بند تھی۔ چنانچہ وہ اُسے لیکر اپنے باس کے پاس پہنچانے کے لیے نکلا۔ راستے میں شاید ہوٹل میں وہ چائے پینے کے لئے رک گیا۔ وہاں اس نے اپنے ایک ساتھی کو اپنی اس واردات کے متعلق بتایا اور فلم بھی بٹوے سے نکال کر دکھائی — چائے پینے کے بعد جب وہ ہوٹل سے باہر نکلا تو ایک سنسان راستے پر ایک غیر ملکی نوجوان نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے شدید زخمی کر کے بٹوہ اس سے چھین لیا — غیر ملکی نوجوان نے بٹوے میں سے صرف وہ فلم نکالی اور بٹوہ وہیں پھینک کر بھاگ گیا۔ اس نے رقم کو ہاتھ تک نہیں لگایا" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ — یہ تو بہت بُرا ہوا — ہماری آسامی شاید اس فلم کے لیے دو لاکھ روپے دینے پر تیار تھی — بہر حال وہ بٹوہ مجھ تک پہنچا دو" — جیرم نے فکرمندانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ فلم کا نام سنکر عمران بھی چونک پڑا تھا۔

"کیسی فلم" — ؟ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔ اور جیرم نے سب بات بتا دی۔

"اوہ" — عمران نے یکدم کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی ساری تھکن جیسے ایک

لمحے میں کافور ہو گئی تھی۔

"کیا آپ اس فلم کے بارے میں کچھ جانتے ہیں" — ؟ جیرم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ جیب کترا کہاں رہتا ہے — مجھے فوراً اس کے پاس لے چلو" — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے تو نہیں معلوم — بہر حال ابھی پتہ چل جاتا ہے" — جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے مخاطب کو کوئی ہدایت کی اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"وہ آدمی جس نے اس جیب کترے کو تلاش کیا ہے ابھی یہاں پہنچ جاتا ہے۔ پھر ہم اس کے ساتھ چل پڑیں گے" — جیرم نے کہا۔

"میک اپ بکس اور کپڑے یہیں منگوا لو — میں اس دوران اپنا حلیہ تبدیل کر لوں" — عمران نے جیرم سے کہا اور جیرم نے سر ہلا کر میز کے کنارے پر موجود بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور مارٹن اندر داخل ہوا۔

"شوگم سے کہو کہ میک اپ بکس اور غنڈوں جیسا ایک لباس جو پرنس کے جسم پر فٹ آ جائے — فوراً یہاں پہنچا دے" — جیرم نے مارٹن سے کہا۔ اور مارٹن سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"کیا اس فلم کی کوئی خاص اہمیت ہے" — ؟ جیرم نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اگر یہ وہی فلم ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ ہمارے ملک کا مستقبل اس فلم میں بند ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"اوہ" — جیرم نے کہا اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

پولیس کے کمرے میں پھیلی ہوئی وسیع و عریض میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا۔ میز کی سطح پر مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں کے لاتعداد بٹن پھیلے ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے یہ میز کسی بہت بڑے پروجیکٹ کا آپریشن کنٹرول ہو۔ ادھیڑ عمر کے چہرے پر پھیلی ہوئی بے شمار شکنیں اس بات کا واضح ثبوت تھیں کہ اس نے اپنی زندگی میں بے شمار نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ اس کے مقابل کی دیوار پر ایک کافی بڑی اور چوڑی سکرین موجود تھی اور سکرین کے اوپر ایک مائیکروفون فٹ تھا۔

ادھیڑ عمر شخص نے میز پر موجود لاتعداد بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو سکرین روشن ہو گئی اور اس میں ایک نوجوان کا چہرہ ابھر آیا۔

”اولڈ ناکس سپیکنگ —— نمبر تھری! بلیو فلم کے متعلق کوئی رپورٹ“ —— ؟ ادھیڑ عمر نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس! —— بلیو فلم بحفاظت ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہے“ —— دوسری طرف سے جواب ملا۔

”اوکے —— مشن تو ختم ہوا“ —— چیف نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک اور بٹن دبایا تو ایک اور چہرہ سکرین پر نمودار ہو گیا۔

”ماشی! —— ریڈ اسٹار کی کیا سرگرمیاں ہیں —— ؟ وہ بھی بلیو فلم میں دلچسپی لے رہے تھے“ —— ؟ چیف نے پوچھا۔

”باس! —— ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ریڈ اسٹار اپنے سفارت خانے جا رہا تھا کہ پاشا کالونی میں ایک بڑھیا اس کی کار کے نیچے آگئی —— حادثہ تو نہیں ہوا مگر اُسے پریشانی ضرور ہوئی“ —— ماشی نے جواب دیا۔

”ماشی! —— تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ میں بے حد مصروف ہوں اس لیے فضولیات میں وقت ضائع مت کیا کرو“ —— باس نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”سوری باس! —— بہرحال ریڈ اسٹار سفارت خانے گیا مگر فوراً ہی وہاں سے واپس آگیا —— اب اس کا نمبر ٹو پورے شہر کے جیب کتروں کو پاگلوں کی طرح ٹٹولتا پھر رہا ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں یہاں کے مشہور مجرم جیرم کی خدمات حاصل کی ہیں“ —— ماشی نے حسبِ عادت تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مگر کیوں —— ؟ چیف نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”یہی معلوم ہوا ہے کہ ریڈ اسٹار کا بٹوہ اس حادثے کے دوران نکال لیا گیا ہے اور نمبر ٹو وہ بٹوہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جیرم کو دو لاکھ روپے کی آفر کی ہے“ —— ماشی نے جواب دیا۔

”ریڈ اسٹار بٹوہ حاصل کرنا چاہتا ہے —— اور دو لاکھ کی آفر —— کچھ بات سمجھ میں نہیں آئی“ —— باس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اسی بات پر میں چونکا تھا باس —— چنانچہ میں نے اپنے طور پر تحقیقات کی تو پتہ چلا ہے کہ اس بٹوے میں کوئی فلم تھی جسے وہ اپنے سفارت خانے پہنچانے جا رہا تھا“ —— مارٹن نے کہا اور باس اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

”فلم —— تمہیں کیسے معلوم ہوا —— ؟ جلدی تفصیل بتاؤ“ —— باس کے لہجے میں

گھبراہٹ نمایاں تھی۔

"باس! — میں نے سفارت خانے کے ایک آدمی کو کنکٹ کیا ہے۔ وہ میرا آدمی ہے۔ اس نے سفیر کے کمرے میں ڈکٹا فون لگایا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فلم کا چکا ہے" — مائیٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ نو — یہ کیسے ہو سکتا ہے — ؟ ایسا ناممکن ہے" — باس کا چہرہ یکا تاریک ہو گیا۔

"میں سمجھا نہیں باس" — مائیٹی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"مائیٹی! — تم فوراً جیرم سے کنکٹ کرو اور اس بٹوے کے لیے دس لاکھ روپے کی آفر کر دو — اور اپنے طور پر بھی اس بٹوے کو حاصل کرنے کی کوشش کرو — ہر قیمت پر — اپنے سیکشن کے تمام لوگوں کو ایکشن میں لے آؤ" — باس نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے باس" — مائیٹی نے جواب دیا اور باس نے بٹن آف کر دیا۔

"تو کیا عمران ٹھیک کہہ رہا تھا — ؟ جو فلم ہم نے حاصل کی ہے وہ جعلی تھی" — ؟ باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی مائیک سے ایسی آوازیں نکلیں جیسے دو درندے آپس میں لڑ پڑے ہوں۔ چند لمحوں بعد ان پر ایک بھاری مردانہ آواز چھاتی چلی گئی۔

"ہیڈ کوارٹر سپیکنگ اوور"

"اولڈ فاکس فرام دس اینڈ اوور" — باس نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس رپورٹ اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بلیو فلم کو چیک کیا جائے — یہاں کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے شک پڑ گیا ہے کہ کہیں ہیڈ کوارٹر پہنچنے والی فلم جعلی نہ ہو۔ اوور" — اولڈ فاکس نے کہا۔

"اوہ! — اگر ایسی بات ہے تو میں تھوڑی دیر بعد تمہیں کال کروں گا۔ اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی۔ اولڈ فاکس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کر دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو سکرین پر ورنر کا چہرہ نمایاں ہو گیا

"باس سپیکنگ اوور" — اولڈ فاکس نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس — ورنر سپیکنگ اوور" — دوسری طرف سے ورنر کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے اوور" — ؟ اولڈ فاکس نے پوچھا۔

"باس! — جیرالڈ نے ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا ہے — مگر اُسے اس کھائی میں پھینک دیا گیا ہے جس میں عمران گرا تھا۔ اوور" — ورنر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں — اس کا مطلب ہے کہ ابھی پوائنٹ کو خطرہ بدستور ہے اوور" — باس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری آن ہے باس۔ اوور" — ورنر نے جواب دیا

"جیکال کہاں ہے اوور" — ؟ باس نے چند لمحوں کے توقف کے بعد پوچھا۔

"پوائنٹ پر موجود ہے باس! — تہہ خانے میں آرام کر رہا ہے اوور" — ورنر نے جواب دیا۔

"اُسے وہیں رکھنا — بلیو فلم مشکوک ہو چکی ہے — اصل شاید ریڈ اسٹار کے پاس پہنچ چکی ہے۔ عمران صحیح کہہ رہا تھا اوور" — باس نے کہا۔

"اوہ! — مگر کیسے باس — آپ نے تو اسے چیک کر لیا تھا اوور" — ورنر نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ چیک تو کیا تھا مگر حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ مشکوک ہو گیا ہے ـــ ہیڈ کوارٹر سے رپورٹ آنے کے بعد صحیح علم ہو گا ـــ تم میری دوسری کال تک جیکال کو وہیں روکے رکھنا۔ اوور" ـــ باس نے کہا۔

"او۔ کے باس اوور" ـــ وزر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ باس نے بٹن آف کرتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے سکرین تاریک ہو کر ایک بار پھر روشن ہو گئی۔

سکرین پر مانٹی کا چہرہ ابھر آیا۔ خوشی سے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"باس! ـــ مانٹی سپیکنگ" ـــ مانٹی کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"یس مانٹی ـــ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــ ؟ اولڈ فاکس نے پوچھا۔

"باس! ـــ اس جیب کترے کا پتہ چل گیا ہے مگر فلم نہیں مل سکی۔ کسی نے اسے زخمی کر کے بٹوہ چھین لیا ہے اور فلم نکال کر بٹوہ پھینک گیا ہے اوور" ـــ مانٹی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ جیروم کا آدمی تھا اوور" ـــ ؟ باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس! ـــ جیروم کو بھی اس کے آدمی نے ناکامی کی اطلاع دی ہے ـــ اور نہ ہی وہ ریڈ اسٹار کا آدمی ہے اس کے متعلق میں بھی تحقیق کر چکا ہوں" اوور۔ مانٹی نے جواب دیا۔

"تو پھر آخر وہ کون تھا اور اُسے اس فلم سے کیا دلچسپی تھی اوور" ـــ ؟ باس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے سیکشن کے آدمی اُسے تلاش کر رہے ہیں باس! ـــ مجھے امید ہے کہ ہم جلد ہی اُسے پا لیں گے اوور" ـــ مانٹی نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــ اُسے ہر قیمت پر تلاش کرو ـــ ہمیں وہ فلم چاہیئے۔ اس کے لیے چاہے تمہیں پورے شہر کو کیوں نہ قتل کرنا پڑے۔ اوور" ـــ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا۔ اوور" ـــ مانٹی نے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔

اولڈ فاکس کے چہرے پر موجود شکنوں میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔ اب تک تو وہ مطمئن تھا کہ اس نے اپنا مشن پورا کر لیا ہے مگر ہوا کیا کہ اس کا ایک پوائنٹ بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گیا۔ ایک بہترین کارکن جیرالڈ بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ساتھ یہ کہ وہ ہیڈ کوارٹر جعلی فلم بھیج بیٹھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں اس کی پوزیشن بہت خراب ہو جائے گی اور یہ پوزیشن صرف اسی صورت میں بحال ہو سکتی ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے رپورٹ آنے سے پہلے وہ اصل فلم حاصل کر لے۔

مگر دوسرے لمحے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ اولڈ فاکس اوور"۔

اور اولڈ فاکس نے پھرتی سے ایک بٹن دبا کر کہا

"یس اولڈ فاکس سپیکنگ اوور"

"اولڈ فاکس! ـــ فلم جعلی ہے اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اولڈ فاکس کو ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بدن کا تمام خون نچڑ گیا ہو۔ مگر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مجھے پہلے ہی شک پڑ گیا تھا ـــ بہرحال میرے آدمی اصل بلیو فلم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جلد ہی اُسے مہیا کر لیا جائے گا۔ اوور" ـــ اولڈ فاکس تیز تیز لہجے میں بولتا چلا گیا۔

"اولڈ فاکس! ـــ تمہارا ریکارڈ ہیڈ کوارٹر میں ابھی تک بہت اچھا ہے۔ مگر اس

واقعہ نے تمہاری پوزیشن خراب کر دی ہے اس لیے اس سے قبل کہ ہیڈ کوارٹر کسی اور نتیجے تک پہنچے۔ اصل بلیو فلم ہیڈ کوارٹر کو مہیا ہو جانی چاہیے اوور" ——— بھاری آواز میں کہا گیا۔ لہجہ بے حد تلخ اور سخت تھا۔

"ایسا ہی ہوگا۔ آپ بے فکر رہیں اوور" ——— اولڈ فاکس نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

اولڈ فاکس نے بڑے ڈھیلے انداز میں بٹن آف کر دیا۔

ریڈ اسٹار کی آنکھیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ وہ چھوٹے سے کمرے میں یوں تیزی سے ٹہل رہا تھا جیسے بھوکا شیر کسی پنجرے میں بند ہو۔ وہ بار بار اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں کھولتا اور بند کرتا۔ ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی حالت خراب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے چند لمحوں بعد وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے گا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس جیرم سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک گرجدار آواز سنائی دی۔

"ریڈ اسٹار ——— بٹوے کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ——— ؟ ریڈ اسٹار نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا ——— میرے آدمی تلاش کر رہے ہیں ——— مجھے یقین ہے کہ دو تین گھنٹوں کے اندر کام ہو جائے گا" ——— اس بار دوسری طرف سے لہجہ قدرے نرم تھا۔

"دیکھو جیرم! ——— جتنی جلدی ممکن ہو سکے بٹوہ تلاش کرو۔ اب میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ سمجھے" ——— ریڈ اسٹار نے ناکامی کی خبر سن کر اور زیادہ جھنجھلا کر کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

ریڈ اسٹار کی آنکھوں میں الجھن کے شدید تاثرات نمایاں ہو گئے۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی تھی۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبے پر موجود سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے کمرے میں ایک بھاری آواز گونج اٹھی۔

"نمبر تھری سپیکنگ فرام دس اینڈ اوور"۔

"یس ریڈ اسٹار سپیکنگ اوور" ——— ریڈ اسٹار کے چہرے پر تحیر کے آثار نمایاں تھے کیونکہ نمبر تھری کا سیکشن موجودہ مشن سے ہٹ کر تھا۔ اس کا مشن صرف ملک کی سیاست کے متعلق رپورٹیں مہیا کرنا تھیں اور اس کے سیکشن کی رپورٹیں ایک پروگرام کے تحت کوڈ میں ہیڈ کوارٹر پہنچ جاتی تھیں۔ اس لیے نمبر تھری کو براہ راست کنکٹ کرنے کی ضرورت کم ہی پڑتی تھی۔

"ہاں! ——— میرے سیکشن کے ایک آدمی کو ایک جیب کترے سے ایک فلم ملی ہے جو پلاسٹک کی ایک تھیلی میں بند تھی اور جیب کترے کے بیان کے مطابق اس نے پاشا کالونی کے قریب وہ بٹوا نکالا ہے اس کے بیان کردہ حلیے کے مطابق وہ آپ ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حفظ ماتقدم کے طور پر میرے آدمی نے وہ فلم اس جیب کترے

سے چھین لی ہے اور اب وہ فلم میرے پاس موجود ہے۔ میں نے فون اس لیے کیا تھا کہ معلوم کر سکوں کہ کیا واقعی یہ معاملہ آپ سے متعلق ہے یا نہیں۔ اوور" ــــ نمبر تھری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور جب وہ تفصیل بتا رہا تھا تو ریڈ اسٹار کے چہرے سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی اس ڈبے کو اٹھا کر پھینک دے گا کیونکہ وہ چاہتا تھا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ مگر نمبر تھری تفصیل کے چکر میں پڑا ہوا تھا اور مجبوری یہ تھی کہ جب تک وہ اپنی بات ختم کر کے اوور نہ کہتا، ریڈ اسٹار بات نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے اُسے مجبوراً خاموش رہنا پڑا۔

"نمبر تھری! ــــ وہ فلم اپنے پاس حفاظت سے رکھو۔ میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ــــ ریڈ اسٹار نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا اور پھر جھپٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی شہر کے شمالی جانب واقع گلستان کالونی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی جہاں نمبر تھری کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

اولڈ فاکس نے تیزی سے بٹن دبایا تو سامنے دیوار پر موجود سکرین روشن ہو گئی اور ماشی کا چہرہ سکرین پر نمودار ہو گیا۔

"باس! ــــ فلم کا سراغ مل گیا ہے ــــ شاندو ہوٹل میں اس جیب کترے نے اپنے ایک ساتھی کو وہ فلم دی تھی اور پھر باہر گلی میں ریڈ اسٹار کے ایک آدمی نے وہ فلم اس سے زبردستی چھین لی اور وہ فلم لے کر گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۱۴ میں چلا گیا۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ ہمارے سیکشن زیرو ٹونٹی کا آدمی ریڈ اسٹار کے اس آدمی کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے بتایا ہے" ــــ ماشی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــــ تم ایسا کرو کہ سیکشن ٹو کے دس آدمی فوری طور پر اس کوٹھی پر تعینات کر دو اور خود بھی وہیں پہنچ جاؤ ــــ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ اس کے لیے آئندہ پروگرام بتائیں گے" ــــ اولڈ فاکس نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر باس! ــــ آپ کو آنے کی کیا ضرورت ہے ــــ؟ ہمیں حکم دیجئے ہم یہ فلم حاصل کر کے آپ کے پاس پہنچا دیں گے" ــــ ماشی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ اولڈ فاکس نے پہلی بار فیلڈ میں خود آنے کی بات کی تھی۔

"نہیں ماشی! ــــ اس آپریشن کو میں خود کنٹرول کروں گا ــــ میں نہیں چاہتا کہ کسی بھی مرحلے پر ناکامی کا سامنا کرنا پڑے" ــــ اولڈ فاکس نے جواب دیا۔

"ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا باس! ــــ فلم اس کوٹھی میں موجود ہے ہم اسے حاصل کر لیں گے۔ اس سے قبل بھی ہم ایسے کئی آپریشن کر چکے ہیں اور یہ تو ویسے بھی معمولی سی بات ہے" ــــ ماشی نے اعتماد سے پُر لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں ماشی ــــ جو میں نے کہا وہی کرو۔ مزید وقت ضائع مت کرو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ــــ اگر فلم اس بار ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو بہت بُرا ہو گا ــــ بہت بُرا ــــ ہم نے ہر قیمت پر یہ فلم حاصل کرنی ہے ہر قیمت پر" ــــ اولڈ فاکس

نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔ اور دیوار پر لگی ہوئی سکرین تاریک ہو گئی۔

اولڈ فاکس نے میز پر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک اور بٹن دبایا تو سکرین دوبارہ روشن ہو گئی اور اس پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والے نوجوان کا چہرہ ابھر آیا۔

"نمبر سکسٹین! — گلستان کالونی کوٹھی نمبر ۱۱۲ پر ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ جاؤ — میں کسی بھی وقت کاشن دے کر کوئی بھی مدد لے سکتا ہوں — کوڈ "قلم" ہو گا۔" اولڈ فاکس نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس! — اور کوئی حکم" — نوجوان نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"تمام کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہئے — ایمرجنسی معاملہ ہے" — اولڈ فاکس نے کہا اور پھر اس نے بٹن آف کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور کمرے سے ملحقہ ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس نے سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا اور چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا۔ پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد سیاہ رنگ کی لیموسین کار انتہائی تیز رفتاری سے گلستان کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں سوائے جولیا کے باقی تمام ممبرز موجود تھے۔ ایکسٹو نے ہنگامی بنیادوں پر انہیں کال کیا تھا۔

صفدر اور چوہان نے دانش منزل آکر ایکسٹو کو تمام واقعہ کی رپورٹ کی تھی۔ اور جولیا کو فوری طور پر سیکرٹ سروس کے مخصوص ہسپتال میں بھیج دیا گیا تھا اور پھر ایکسٹو کے حکم پر تمام ممبرز میٹنگ ہال میں اکٹھے ہو گئے تھے اور انہیں ایکسٹو کی طرف سے ہدایات کا انتظار تھا۔ مگر سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے کیونکہ صفدر اور چوہان نے انہیں عمران کی موت کے بارے میں بتا دیا تھا۔ حتیٰ کہ تنویر کے چہرے پر بھی اداسی طاری تھی اور وہ یوں گم سم تھا جیسے اس کی کوئی عزیز ترین شے اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہو۔

"تنویر! — تمہیں تو خوش ہونا چاہئے — تمہارا سب سے بڑا رقیب اس دنیا سے چلا گیا ہے" — نعمانی سے نہ رہا گیا تو اس نے انتہائی طنزیہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں نعمانی — مجھے عمران کی اس اچانک موت سے شدید صدمہ پہنچا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس کی زندگی میں میں اُسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ مگر اب جبکہ مجھے اس کی موت کا یقین ہو گیا ہے تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ میرا سب سے بڑا دوست ہو" — تنویر نے بڑے افسردہ لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"یہ مگرمچھ کے آنسو ہیں ___ اب جبکہ تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ عمران مر چکا ہے تو تم خواہ مخواہ ہمدردی حاصل کرنے کی خاطر یہ ڈھونگ رچا رہے ہو ___ نعمانی نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا۔ کمرے میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز ابھری اور وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہیلو ممبرز ایکسٹو سپیکنگ ___ ہم اس وقت انتہائی نازک دور سے گذر رہے ہیں۔ عمران کے متعلق تم سب سن چکے ہو گے۔ بہرحال یہ بعد کا مسئلہ ہے۔ میں نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ خصوصی ذرائع سے اس کھائی سے عمران کی لاش نکلوانے کا بندوبست کرے ___ مگر جس مسئلے کی خاطر آپ لوگوں کو میں نے بلایا ہے وہ بہت زیادہ سیریس ہے ___ ایکسٹو کی سپاٹ آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

سب لوگ دم بخود بیٹھے تھے مگر ان کے چہروں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ عمران کی موت پر ایکسٹو کا جذبات سے عاری تبصرہ انہیں ناگوار گذرا ہے ان کا خیال تھا کہ شاید ایکسٹو عمران کی موت پر کچھ جذباتی باتیں کرے گا۔ مگر اس کے لہجے میں وہی سابقہ سرد مہری اور سپاٹ پن تھا۔ جذبات سے قطعی عاری لہجہ جیسے کوئی مشین بول رہی ہو۔ مگر وہ سب خاموش تھے۔ کیونکہ دل میں چاہے وہ کچھ بھی سوچیں۔ زبان پہ وہ کسی قسم کی شکایت نہیں لا سکتے تھے۔

"ہاں تو ممبرز ___ میں جس مسئلے کا ذکر کر رہا ہوں وہ انتہائی اہم ہے۔ یوں سمجھیے کہ ہمارے ملک کے مستقبل کا انحصار اس مسئلے پر ہے ___ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہماری حکومت ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے دن رات کوششیں کر رہی ہے تاکہ اس ملک کو ترقی یافتہ اور طاقتور ملکوں کے شانہ بشانہ لایا جا سکے مگر انتہائی بڑی طاقتیں اپنے اپنے مفادات کی خاطر ایسا نہیں چاہتیں۔ چنانچہ ہماری حکومت نے ایک دوست ملک سے اس مسئلے پر امداد کی درخواست کی اور اس دوست ملک نے ہماری یہ درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ایٹمی ٹیکنالوجی کا اصل فارمولا ہمیں مہیا کیے جانے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ یہ فارمولا ایک چھوٹی سی فلم میں بند ہے جسے "بلیو فلم" کا نام دیا گیا ہے۔ اور ہمارے دوست ملک کا ایک خصوصی نمائندہ یہ فلم لے کر ہمارے ملک پہنچ رہا تھا اس مشن کو بالکل خفیہ اور سادہ رکھنے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس نمائندے کی حفاظت اور استقبال کے لیے کوئی حرکت نہیں کی جائے گی اور وہ بالکل عام مسافروں کی طرح آئے گا تاکہ ملک میں موجود غیر ملکی جاسوس چونک کر اس کے پیچھے نہ لگ جائیں۔ مگر ہماری بدقسمتی کہ اس خصوصی نمائندہ کو ہوائی اڈے پر اترتے ہی قتل کر دیا گیا اور وہ فلم غائب ہو گئی۔ اس سلسلے میں ایک غیر ملکی جاسوس جیکال کو گرفتار کر لیا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی مگر وہ فلم نہ ملی۔ چنانچہ اسے سنٹرل جیل بھیج دیا گیا۔ عمران بھی ایک ملزم کے روپ میں جیل پہنچ گیا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ جیکال نے وہ فلم کہاں چھپائی ہے مگر عمران اور جیکال کو اغوا کر لیا گیا۔ ہماری ٹیم نے اس کا تعاقب کیا اور ان کا ایک اڈہ ہماری نظروں میں آ گیا۔ ہمیں یقین تھا کہ عمران جب باہر آئے گا تو اس راز کی ٹوہ لے کر آئے گا۔ مگر ہماری بدقسمتی کہ عمران باہر آنے کے بعد حادثاتی طور پر ہلاک ہو گیا اس طرح وہ راز اس کے دل میں ہی رہ گیا اور ہم وہیں پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ وہ فلم غائب ہے۔ ایک اطلاع ہمیں ملی کہ روسیاہی سفارت خانے کے سفیر کے پاس وہ فلم پہنچ رہی ہے چنانچہ ہم نے اسے حاصل کرنے کے انتظامات کیے مگر وہ فلم روسیاہی سفارت خانے پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو گئی اور ہم ایک بار پھر اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ گئے۔ اب ہم نے فوری طور پر اس فلم کے حصول کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کرنا ہے۔ ہم یہ فلم دشمن جاسوسوں

کے بھتے چڑھنے سے پہلے حاصل کر لینا چاہتے ہیں مگر ـــــ اوہ ٹھہریئے! میں چند لمحوں بعد آپ سے دوبارہ بات کروں گا"ـــ ایکسٹو نے بولتے بولتے ایک لمحہ رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

وہ سب پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ ایکسٹو نے جس مسئلے کی وضاحت کی تھی وہ واقعی انتہائی اہم تھا۔ اور اس سلسلے میں ابھی تک کوئی کلیو مل سکا تھا۔ لے دے کر ایک عمران امید کی کرن رہ گیا تھا مگر وہ کرن بھی موت کی تاریکی میں گم ہو چکی تھی۔

وہ سب خاموش بیٹھے ایکسٹو کی طرف سے مزید ہدایات کا انتظار کرنے لگے۔

بلیک زیرو کو جب صفدر اور چوہان نے عمران کی موت کی خبر سنائی تو ایک لمحہ کے لیے تو اُسے یقین نہ آیا. مگر دوسرے لمحے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی تمام ہمتیں جواب دے گئی ہوں اور وہ کسی خوفناک صحرا میں بے دست و پا ہو کر رہ گیا ہو۔ کافی دیر اسے اپنے آپ کو سنبھالنے میں لگ گئی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر ٹیلیفون پر سر سلطان سے رابطہ قائم کیا اور جب سر سلطان کو اس نے یہ المناک خبر سنائی تو چند لمحے دوسری طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ بلیک زیرو سر سلطان کی حالت کو بخوبی سمجھ رہا تھا مگر مجبور تھا۔ موت بہرحال ایک اٹل حقیقت تھی اور اس سے فرار ناممکن تھا۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ کیسے ممکن ہے ـــــ؟ میرا خیال ہے کہ کچھ غلط فہمی ہوئی ہے"۔

"نہیں جناب! ـــ صفدر ایک انتہائی ذمہ دار انسان ہے وہ غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ عمران صاحب نے اچانک ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگا دی اور پھر صفدر، جولیا اور چوہان کی نظروں کے سامنے ہی وہ لامحدود گہرائی والی کھائی میں گرتے چلے گئے"ـــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"مجھے یقین نہیں آتا ـــ عمران اس قدر احمق نہیں ہو سکتا کہ وہ دیدہ دانستہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں پھینک دے۔ ضرور کوئی نہ کوئی چکر ہو گا ـــ بہرحال میں ابھی اس کھائی کا سرکاری طور پر جائزہ لینے کے احکامات جاری کرتا ہوں ـــ مجھے خدا سے یقین ہے کہ عمران کسی نہ کسی طرح ضرور بچ نکلا ہو گا ـــ بہرحال اب اس فلم کا مسئلہ کس طرح حل کیا جائے ـــ؟ وہ ہمارے لیے عمران کی طرح ہی بے حد اہم ہے"ـــ سر سلطان نے کہا۔

"جناب! ـــ اب لے دے کر صرف وہی ایک پوائنٹ ہماری نظروں کے سامنے ہے جہاں عمران کو لے جایا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اُسے چیک کیا جائے۔ شائد کوئی کلیو مل جائے"ـــ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی کرو ـــ بہرحال ہمیں وہ فلم ہر قیمت پر چاہیئے۔ تمہیں اس کی اہمیت کا اندازہ تو ہے ہی"ـــ سر سلطان نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب! ـــ میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں"ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"او کے ـــ پھر اپنی پوری صلاحیتیں اس کی برآمدگی پر صرف کر دو۔ یہ تمہارا امتحان ہے"ـــ سر سلطان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک زیرو نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر ڈال دیا اور پھر سر پکڑ کر

بیٹھ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ کس لائن پر کام کرے۔؟

ابھی وہ سر پکڑے بیٹھا تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بلیک زیرو نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"انچارج فارن ایمبیسی سیکشن سپیکنگ اوور"۔

"ایکسٹو۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ویسے اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا تھا کہ فارن ایمبیسی سیکشن کے انچارج نے براہ راست ایکسٹو سے رابطہ کیوں قائم کیا ہے۔

"سر! ۔۔۔ آپ کے لیے ایک اہم اطلاع ہے ۔۔۔ روسیاہی سفارت خانے میں موجود ہمارے ایک ایجنٹ نے اطلاع دی ہے کہ سفیر کو ایک ایسی فلم پہنچائی جا رہی ہے جسے اس نے فوراً اپنے ملک روانہ کرنا ہے ۔۔۔ ہم نے اس فلم کے حصول کے لیے کچھ انتظامات کیے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اس سلسلے میں آپ کو اطلاع دے دی جائے۔ اوور" ۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔

"اوہ واقعی یہ ایک اہم اطلاع ہے ۔۔۔ وہ فلم وہاں کس وقت پہنچائی جا رہی ہے اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو کے لہجے میں مسرت کا تاثر ابھر آیا تھا۔

"سر! ۔۔۔ زیادہ سے زیادہ پانچ دس منٹ بعد وہ فلم سفیر کے پاس پہنچ جائے گی۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ ہم یہ فلم ہر قیمت پر حاصل کر لیں گے اور حاصل کرتے ہی آپ کے پاس پہنچا دی جائے گی۔ اوور" ۔۔۔ انچارج نے بڑے اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اب اتنے قلیل عرصہ میں ہم خود کچھ نہیں کر سکتے ۔۔۔ بہرحال اس بات کا خیال رکھیے کہ یہ فلم انتہائی اہم ہے اور اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا ہے۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا اوور" ۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔

"میں فلم کا انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ شاید یہ وہی فلم ہو۔ مگر یہ فلم روسیاہی سفارت خانے تک کیسے پہنچ گئی۔ کیونکہ جہاں تک اسے اطلاع تھی کہ اس میں گرین لینڈ والے دلچسپی لے رہے تھے۔ بہرحال کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ روسیاہی بھی اس فلم کے حصول کے لیے کام کر رہے ہوں۔

بلیک زیرو بیٹھا انتظار کرتا رہا۔

اور پھر پانچ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جلنے بجھنے لگا اور بلیک زیرو کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ امید و بیم کی حالت میں اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"انچارج فارن ایمبیسی سیکشن سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حتی الامکان لہجے کو سپاٹ بناتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ وہ فلم روسیاہی سفارت خانے تک نہیں پہنچی۔ جو شخص اسے لیکر آ رہا تھا۔ راستے میں کسی جیب کترے نے اس کا بٹوہ اڑا لیا اور وہ فلم اس بٹوے میں تھی۔ میرے آدمی اب اس فلم لے آنے والے کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔

"اوہ! وہ آدمی کہاں گیا ہے ۔۔۔؟ اس کے متعلق کوئی تفصیلات۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی بوڑھا سا آدمی تھا۔ وہ کار میں آرہا تھا کہ راستے میں اس کی کار ایک بوڑھی عورت سے ٹکرا گئی اور پھر مجمع نے اسے گھیر لیا۔ وہیں کسی جیب کترے نے اس کا بٹوہ نکال لیا۔ اوور" ـــــ انچارج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ بہرحال اس آدمی کے متعلق مکمل معلومات کر کے مجھے اطلاع دو ـــ اسے کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا۔ اوور" ـــ بلیک زیرو نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اوور" ـــــ انچارج نے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ بلیک زیرو نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ ایک موہوم سی امید پیدا ہوئی تھی مگر وہ بھی ختم ہو گئی۔

چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے تمام ممبروں کو میٹنگ ہال میں اکٹھا کرنے کے متعلق سوچا کہ وہ انہیں روسیاہی اور گرین لینڈ کے سفارت خانوں کے گرد تعینات کر دے۔ اس طرح شاید کوئی کلیو مل جائے۔

چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر باری باری تمام ممبروں کو دانش منزل پہنچنے کا حکم دیا اور پھر وہ عمران کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران اگر زندہ ہوتا تو یقیناً اب تک وہ فلم حاصل کر چکا ہوتا جبکہ وہ ابھی تک اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ عمران کے بغیر وہ سب بے دست و پا ہو کر رہ گئے ہیں۔

پھر جب اسے اطلاع ملی کہ تمام ممبرز دانش منزل کے میٹنگ ہال میں پہنچ گئے ہیں تو اس نے ممبروں سے کھل کر بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ وہ سب مل کر اس سلسلے میں کچھ سوچ سکیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ممبر اچھی رائے دے سکے۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر میٹنگ ہال کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس نے ممبران سے خطاب شروع کر دیا۔ سامنے سکرین پر میٹنگ ہال کا منظر نظر آرہا تھا اور وہ انہیں تفصیل سے سب کچھ بتا رہا۔ مگر ابھی اس نے بات ختم نہیں کی تھی کہ اچانک ٹرانسمیٹر کا ایک اور بلب جل اٹھا۔ اس کا مطلب ہے کہ باہر سے کوئی کال آئی ہے۔ اس نے ممبروں کو انتظار کرنے کے لیے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"انچارج فارن ایمبیسی سیکشن سپیکنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے وہی آواز ابھری۔

"ایکسٹو۔ اوور" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"سر! ـــ ایک اہم اطلاع ہے ـــــ وہ بوڑھا آدمی جو فلم لے کر آرہا تھا کار میں سوار ہو کر تیزی سے گلستان کالونی کی طرف جا رہا ہے۔ میرے ایک ممبر نے اس کی کار میں خفیہ ٹرانسمیٹر فٹ کیا ہے۔ اس سے پتہ چلا ہے کہ وہ فلم کے حصول کے لیے وہاں جا رہا ہے اور اس کی اطلاع کے مطابق وہ فلم اس وقت گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۱۲ میں موجود ہے۔ اوور" ـــ انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ کار کا نمبر بتاؤ۔ اوور" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"آر۔ اے زیرو۔ زیرو۔ الیون ـــ سرخ رنگ کی ڈاٹسن ہے اوور" ـــــ انچارج نے جواب دیا۔

"اوکے ـــ میں ابھی اسے چیک کرتا ہوں۔ اب میں براہ راست اسے گھیر لوں گا ـــ اطلاع کا شکریہ۔ اوور اینڈ آل" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

اور پھر فوراً ہی اس نے میٹنگ ہال سے رابطہ قائم کیا اور تیز لہجے میں کہنے لگا۔

"ممبرز! ـــ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ فلم اس وقت گلستان کالونی کی کوٹھی ۱۱۲

ئیں موجود ہے۔ تم سب فوراً اس کوٹھی کو گھیر لو۔ میں خود تمہاری راہنمائی کروں گا۔ محاصرہ انتہائی سخت ہونا چاہیئے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ بلیک زیرو نے احکام دیکر رابطہ ختم کر دیا اور پھر تیزی سے میک اپ کرنے لیے ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔

عمران نے انتہائی تیزی سے لباس تبدیل کر کے میک اپ کیا، اور پھر اس سے پہلے کہ جیرم کا طلب کردہ آدمی جو اس جیب کترے کا پتہ جانتا تھا جس نے بوڑھے کی جیب سے بٹوہ نکالا تھا۔ وہاں پہنچتا۔ عمران بالکل تیار ہو چکا تھا۔ قلم کا شکر اس کے اعصاب یوں تن گئے تھے کہ اب اسے دیکھ کر کوئی محسوس ہی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ وہی عمران ہے جو تھوڑی دیر پہلے ایک جان لیوا کشمکش سے گذرا ہے۔ وہ بالکل پُرسکون اور شگفتہ محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے میک اپ اس انداز سے کیا تھا جیسے جیرم کے گروپ کا کوئی عام سا غنڈہ ہو۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور پھر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بٹوہ تھا۔ اس نے بڑے ادب سے بٹوہ جیرم کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ جیرم بٹوے کی طرف ہاتھ بڑھاتا۔ عمران نے جھپٹ کر بٹوہ اٹھایا اور پھر بٹوے کو اس نے جیسے ہی کھولا۔ وہ یوں چونک کر اٹھ کھڑا ہوا جیسے کرسی میں سپرنگ نکل آئے ہوں۔ اس کی آنکھوں میں بجلیاں سی کوندنے لگی تھیں۔

"چلو جیرم جلدی چلو" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں جیرم سے کہا اور جیرم بھی اس کے لہجے سے متاثر ہو کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران تقریباً بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر بار کے ہال میں پہنچ گیا۔ جیرم اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

"تمہاری کار کہاں ہے" ـــــ؟ عمران نے بار کے مین گیٹ کے قریب پہنچتے ہی تیز لہجے میں قریب آتے ہوئے جیرم سے پوچھا۔

"گیٹ کے پارک میں سفید رنگ کی ٹیوٹا" ـــــ جیرم نے الجھے ہوئے لہجے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ جلدی کرو۔ ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے بار کے پارک میں ایک طرف کھڑی سفید ٹیوٹا کی طرف بڑھنے لگے۔

"چابی مجھے دکھاؤ" ـــــ عمران نے ٹیوٹا کے قریب پہنچتے ہی کہا اور جیرم نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابیاں اس کی طرف پھینک دیں۔

عمران نے چابیاں جھپٹیں اور پھر چند لمحوں بعد وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے کار کی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھولا اور جیرم جیسے ہی اندر گھسا، عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

جیرم کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ عمران کار کو رش میں یوں دوڑائے چلا جا رہا تھا جیسے وہ ورلڈ کار ریس میں حصہ لے رہا ہو۔ سٹیرنگ اس کے ہاتھ میں لٹو کی طرح ناچ رہا تھا۔ اور کار یوں تیزی سے گھومتی، اچھلتی کودتی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ جیرم کو اس کے بچ نکلنے پر حیرت ہو رہی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی شخص اس قدر مصروف سڑک پر اس انداز کی ڈرائیونگ کرنے کے بعد ایکسیڈنٹ سے بچ سکتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دوسرا لمحہ ان کا آخری لمحہ ہو گا۔ مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اب تک ایکسیڈنٹ تو

ایک طرف، کار کسی چیز سے ٹچ تک نہ ہوئی تھی۔ سڑک پر موجود افراد اور دوسری کاروں کے ڈرائیور انہیں یوں حیرت سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان نہ ہوں۔ جنوں کی کسی نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اسی قسم کی ڈرائیونگ کرنے کے بعد عمران نے کار ایک ایسی سڑک پر ڈال دی جو قدرے خالی تھی اور پھر جیسے ہی وہ ایک اونچی سی بلڈنگ کے قریب پہنچی، عمران نے پوری قوت سے بریک لگا دیئے اور جیرم کا سر ونڈ سکرین پر ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

اس بلڈنگ سے آگے والی بلڈنگ کے سامنے ایک نیلے رنگ کی کار کھڑی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران دروازہ کھول کر نیچے اترتا۔ ایک منحنی سا بوڑھا جس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔ بجلی کی سی تیزی سے بلڈنگ سے نکلا اور کار میں بیٹھ گیا اور پھر کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔

بوڑھے کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے اور اس نے بڑے اطمینان سے کار آگے بڑھا دی۔ وہ کافی فاصلے سے اس نیلے رنگ کی کار کا تعاقب کرنے لگا۔

"پرنس!۔۔۔ تم نے اس انداز سے کار چلانی کس سے سیکھی ہے۔۔۔؟" جیرم نے پہلی بار زبان کھولی۔

"کار چلانی۔۔۔ تو یہ کار ہے۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔۔۔ میں اب تک یہی سمجھتا رہا کہ میں ہوائی جہاز اڑا رہا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ بلکہ دس بار لاحول"۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور جیرم بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو۔۔۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں چیخ چیخ کر رو دوں۔ بھلا لوگ کیا سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کیسا پرنس ہے جو کار چلا رہا ہے۔۔۔ آج کل تو سرکس کے مسخرے ہی کار چلاتے ہیں۔ بھلا کوئی شریف آدمی یہ برداشت کر سکتا ہے کہ اس پر کار چلانے کا الزام لگ جائے"۔۔۔ عمران نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں پرنس!۔۔۔ یہ واقعی ہوائی جہاز ہے۔ کار نہیں ہے۔۔۔ تم دل چھوٹا نہ کرو"۔۔۔ جیرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ، واہ۔۔۔ سائنس بھی کیا ترقی کر گئی ہے کہ جب جی چاہا دل کو چھوٹا کر لیا جب جی چاہا بڑا کر لیا۔ واہ۔ واہ"۔۔۔ عمران اب پوری طرح موڈ میں آ چکا تھا۔

اب بھلا جیرم کیا جواب دیتا۔ خاموش ہو رہا۔

نیلے رنگ کی کار مختلف سڑکوں سے گزر کر گلستان کالونی میں داخل ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر ۱۱۲ کے گیٹ پر ایک لمحے کے لیے رکی۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھلا اور کار تیزی سے چلتی ہوئی پھاٹک کے اندر غائب ہو گئی۔ سورج کو غروب ہوئے خاصی دیر ہو چکی تھی اس لیے ہر طرف اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ پھر یہ کالونی چونکہ شہر سے کافی فاصلے پر تھی نئی آباد ہوئی تھی اس لیے یہاں ابھی سٹریٹ لائٹس کا بھی کوئی اچھا انتظام نہیں تھا، اس لیے یہاں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اندھیرا چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

نیلے رنگ کی کار جیسے ہی کوٹھی کے اندر گئی۔ عمران نے کافی دور ایک گھنے درخت کے نیچے کار کھڑی کی اور پھر جیرم کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ پھرتی سے باہر آ گیا۔

"ہمیں اس کوٹھی کے اندر جانا ہے۔ انتہائی ہوشیاری سے"۔۔۔ عمران نے جیرم سے مخاطب ہو کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور جیرم نے اثبات میں سر ہلانے پر ہی

الکتا گیا۔ اور پھر وہ دونوں سامنے کی دو کوٹھیوں کے درمیان موجود گلی میں گھستے چلے گئے اور پھر کوٹھیوں کی پشت پر سے ہوتے ہوئے جب عمران اس کوٹھی کے نزدیک پہنچا تو وہ اچانک رک گیا۔ اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے کوٹھی کے گرد پُراسرار نقل و حرکت کو محسوس کر لیا۔ کوٹھی کو نامعلوم افراد نے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کوٹھی میں چھوٹے پیمانے پر کوئی جنگ ہونے والی ہو۔

عمران چند لمحے دیوار کی آڑ میں دبکا کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں سر جھٹکا اور جیرم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

”جیرم! ــــ تم یہیں رکو۔ میں اکیلا کوٹھی کے اندر جاتا ہوں ــــ دو آدمی آسانی سے چیک کر لیے جائیں گے۔“

”مگر پرنس! ــــ اس کوٹھی کو گھیرے میں لیا جا رہا ہے۔ اگر تم اندر پھنس گئے تو ــــ“ جیرم نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا ــــ تم آرام سے گھر واپس چلے جانا“ ــــ عمران نے قدرے درشت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھلا اور مطلوبہ کوٹھی سے ملحقہ کوٹھی کے بائیں باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر پہنچ گیا۔ اس کوٹھی کے اندر لائٹیں روشن تھیں اور لوگوں کے چلنے پھرنے اور باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

عمران کی تیز نظروں نے کوٹھی کے پچھلے حصے میں نصب پانی کے بڑے پائپ کو تاڑ لیا جو کوٹھی کی چھت پر جا رہا تھا اور عمران جھکے جھکے انداز میں تیزی سے اس پائپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کے اس حصے میں گہرا اندھیرا تھا۔ اس لیے عمران کو اپنے دیکھ لیے جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

چند ہی لمحوں بعد عمران کسی چھپکلی کی طرح پائپ سے چمٹا ہوا تیزی سے اوپر

چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ چھت پر پہنچ کر وہ چند لمحے منڈیر کے قریب لیٹا رہا۔ اس کی نظریں نزدیکی کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں۔ دونوں کوٹھیوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ وہ چھت پر سے چھلانگ لگا کر دوسری کوٹھی کی چھت پر نہیں پہنچ سکتا تھا اس لیے اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑانی شروع کر دیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی ترکیب سوچتا۔ اچانک کوٹھی کی تمام بتیاں یکدم روشن ہو گئیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی کو سرچ لائٹوں کی تیز روشنی میں نہلا دیا گیا ہو اور دوسرے لمحے کوٹھی کے اندر فائرنگ شروع ہو گئی اور لوگوں کی بھاگ دوڑ اور چیخوں کی آوازوں سے اردگرد کا ماحول جاگ اٹھا۔

”ہوں! ــــ تو کھیل شروع ہو گیا“ ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر یہ جنگ کوٹھی کے لان میں شروع ہو گئی۔ سیاہ لباسوں میں ملبوس بے شمار نوجوان ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے اور پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے چند اور سائے کوٹھی کی دیواروں پر نمودار ہوتے اور پھر تیز فائرنگ سے ماحول گونج اٹھا۔

دوسرے لمحے عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ آنے والوں کا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیکرٹ سروس والے پہلے سے موجود افراد پر چھاتے چلے گئے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ ایسے حالات سے نپٹنے کے لیے انہیں مخصوص انداز کی ٹریننگ دی جاتی تھی۔

مگر دوسرے لمحے عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو تیزی سے کوٹھی کی چھت پر چڑھتے دیکھا اور پھر فضا میں تیز گڑگڑاہٹ کی آواز گونجی اور ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر فضا میں سے کوٹھی کی چھت کی طرف لپکتا نظر

آیا۔ ہیلی کاپٹر سے رسی کی سیڑھی نیچے آگری اور چھت پر موجود آدمی نے بڑی پھرتی سے وہ سیڑھی تھام لی اور ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔

ہیلی کاپٹر کا رخ چونکہ عمران کی طرف تھا اس لیے دوسرے لمحے سیڑھی سے لٹکا ہوا آدمی عمران کے قریب پہنچا اور پھر اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر آگے بڑھتا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اچھل کر سیڑھی سے لٹکے ہوئے آدمی کی ٹانگیں پکڑ لیں اور پھر اس کے جسم کو ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران نے جس شخص کی ٹانگیں پکڑ رکھی تھیں۔ اس نے اپنا جسم چھڑانے کی شدید جدوجہد کی مگر عمران تو کسی جونک کی طرح اس سے چمٹا ہوا تھا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا فضا میں بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اچانک اس آدمی نے ایک ہاتھ سے سیڑھی کو تھاما اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ وہ شاید ریوالور کے ذریعے عمران سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔

مگر عین اسی لمحے ہیلی کاپٹر نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور اس آدمی کا وہ ہاتھ جس سے اس نے سیڑھی تھام رکھی تھی۔ سیڑھی سے الگ ہو گیا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے سینکڑوں فٹ نیچے زمین کی طرف رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح گرتے چلے گئے۔ اس آدمی کے حلق سے ایک بار چیخ سی نکلی اور پھر شاید وہ خوف کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد تاریکی نے ان دونوں کو نگل لیا۔ اس قدر بلندی سے نیچے گرنے کا نتیجہ صاف ظاہر تھا۔

ریڈ اسٹار کی کار جیسے ہی پورچ میں رکی وہ تیزی سے نیچے اترا اور پھر دوڑتا ہوا کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے برآمدے میں پہنچتے ہی سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا۔

”نمبر تھری! ــــ نمبر کہاں ہے ــــ؟“ ریڈ اسٹار نے تیز لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”محفوظ ہے جناب“ ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر کہاں“ ــــ؟ ریڈ اسٹار نے بے چین لہجے میں کہا۔

”ڈیفنس سیف میں جناب“ ــــ نمبر تھری نے کہا۔

”او کے۔ جلدی چلو ــــ میں جلد از جلد اسے حاصل کر کے یہاں سے جانا چاہتا ہوں“ ــــ ریڈ اسٹار نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے میں داخل ہو گئے۔

نوجوان نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو کمرے کی سامنے والی دیوار درمیان سے شق ہو کر الماری کے تختوں کی طرح مخالف سمت میں ہٹتی چلی گئی اور اب وہاں ایک راہداری سی نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں اندر داخل ہو گئے اور ان کے اندر جاتے ہی دیوار ایک بار پھر برابر ہو گئی۔ راہداری کے آخری کونے میں لوہے کا ایک مضبوط دروازہ موجود تھا جس پر سرخ رنگ کا ایک بلب مسلسل جل بجھ رہا تھا

نوجوان نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اس کے کونے کو مخصوص انداز میں دبا کر ڈبہ اس نے دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ڈبہ اب سیز ہو چکا تھا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے درمیان ایک میز اور اس کے گرد تین چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سامنے کی دیوار میں ایک کافی بڑا سیف نصب تھا۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر سیف پر لگے ہوئے چھوٹے سے سٹیرنگ نما چکر کو مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد جب اس نے سٹیرنگ کو اپنی طرف کھینچا تو سیف کا دروازہ کھل گیا۔ سیف میں مختلف فائلیں بڑے قرینے سے سجی ہوئی تھیں۔

نوجوان نے سیف کے ایک کونے میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو پلاسٹک کی تھیلی میں بند چھوٹی سی فلم اس کے ہاتھ میں تھی۔ ریڈ اسٹار نے فلم اس کے ہاتھ سے یوں جھپٹ لی جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو فلم ہوا میں تحلیل ہو جائے گی۔

"یہی ہے۔ بالکل یہی ہے" —— ریڈ اسٹار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ فلم کو جیب میں ڈالتا، اچانک ایک کرخت آواز ان کی پشت پر گونجی۔

"خبردار! —— اگر ذرا بھی کسی نے حرکت کی۔"

اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے گھوم گئے۔ سامنے ہاتھ میں مشین گن اٹھائے ایک قوی ہیکل نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا جس میں سے اس کی نیلی آنکھیں بجلی کے قمقموں کی طرح روشن تھیں۔

"کون ہو تم" —— بوڑھے ریڈ اسٹار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عین

اسی لمحے ریڈ اسٹار کے قریب کھڑے نمبر تھرٹی نے شاید کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تھی کہ نقاب پوش کی مشین گن نے شعلے اگلے اور بے شمار گولیاں نمبر تھرٹی کے جسم میں راستہ بنانے میں کامیاب ہو گئیں۔

پھر اس سے پہلے کہ ریڈ اسٹار سنبھلتا، نقاب پوش نے اچانک مشین گن کا رخ ریڈ اسٹار کی طرف کیا اور دوسرے لمحے ریڈ اسٹار بھی گولیوں کی بوچھاڑ میں لٹو کی طرح گھوم کر فرش پر ڈھیر ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے فلم کی تھیلی نکل کر فرش پر لڑھکنے لگی۔ نقاب پوش نے تیزی سے آگے بڑھ کر وہ فلم اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر فلم چونکہ لڑھک رہی تھی اس لیے وہ اس کے ہاتھ نہ آئی تو اس نے سہارے کے لیے فرش پر دوسرا ہاتھ جمایا اور پھر لڑھکتی ہوئی فلم قابو کر لی۔

مگر جیسے ہی اس کا ہاتھ فرش پر پڑا، اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پوری کوٹھی میں الارم سا بج اٹھا اور کوٹھی کی تمام بتیاں روشن ہو گئیں۔ پھر نقاب پوش کو کوٹھی میں تیز فائرنگ کی آوازیں گونجتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھیوں نے الارم کی آواز سن کر کوٹھی پر حملہ کر دیا ہے۔ مگر اب وہ اس چوہے دان میں ایسے ہی چوہے کی طرح پھنس گیا تھا۔ اس نے فلم اٹھا کر جیب میں ڈالی اور تیزی سے لوہے کے بند دروازے کی طرف بڑھا۔

مگر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے ہاتھ کو بجلی کا اس قدر زوردار جھٹکا لگا کہ اس کا پورا جسم کسی گیند کی طرح اچھل کر سیف کے کھلے دروازے کے اندر موجود فائلوں سے جا ٹکرایا اور فائلوں سے بھرا ہوا ریک کسی الماری کی طرح تیزی سے گھومتا چلا گیا۔

اب نقاب پوش ایک خالی جگہ پڑا ہوا تھا۔ فائلوں والا ریک دوبارہ گھوم چکا

تھا۔ اب وہاں اُسے سپاٹ دیوار سی نظر آ رہی تھی۔ جھٹکا لگنے سے اس کے ہاتھ سے مشین گن تو پہلے ہی چھوٹ چکی تھی۔ اب وہ اس خالی جگہ میں تنہا پڑا ہوا تھا۔ اُس نے وہاں گرتے ہی چند لمحوں میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر وہ پھرتی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ فائرنگ کی لگاتار آوازیں اب تک اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں مگر یہ اتنی ہلکی تھیں کہ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کہیں پٹاخے چل رہے ہوں۔

نقاب پوش نے بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا اور تنگ سا کمرہ تھا جس میں چاروں طرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ اُسے اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے دیواروں کو کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ اس نے سوچا تھا کہ شاید اس طرح اُسے یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ مل جائے۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں۔ دیوار کے ایک حصے پر جیسے ہی اس نے ہاتھ مارا سامنے والی دیوار اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں اوپر کی طرف جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

نقاب پوش کی نظروں میں خوشی اور مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اُسے سیڑھیوں کے اختتام پر آسمان صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ سیڑھیوں کا اختتام چھت پر ہوگا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر فلم کی موجودگی کا اطمینان کیا اور پھر سیڑھیاں چڑھنے کی بجائے اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں باہر کی طرف کھینچا۔ دوسرے لمحے ڈائل پر سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو۔ اولڈ فاکس کالنگ اوور" ــــ نقاب پوش نے گھڑی کے ایک کونے کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اوور کہہ کر اس نے اُسے کان سے لگا لیا۔

"یس ــــ ایئر سکواڈ ون اٹینڈ اوور" ــــ دوسری طرف سے مدھم سی آواز سنائی دی ــــ

"کیا تم ہیلی کاپٹر پر ہو۔ اوور" ــــ؟ اولڈ فاکس نے پوچھا۔

"یس باس! ــــ نمبر تھرٹی ہیلی کاپٹر پر ــــ اور میں اس کوٹھی کے عین اوپر ہوں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"ٹھیک ہے ــــ فوراً اس کوٹھی کی چھت پر اتر آؤ ــــ زیادہ نیچے آنے کی ضرورت نہیں۔ بس سیڑھی نیچے پھینک دینا۔ اوور اینڈ آل" ــــ اولڈ فاکس نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر اس سے رابطہ ختم کر دیا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اس کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔ اُس نے وہ فلم حاصل کر لی تھی۔ اور نہ صرف فلم حاصل کر لی تھی بلکہ اپنے دیرینہ دشمن ریڈ اسٹار کا بھی خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ اس کی ذہانت تھی کہ وہ کوٹھی میں اکیلے ہی داخل ہوا تھا۔ اور عین اسی لمحے اس کمرے میں گھسا جبکہ ریڈ اسٹار اور نمبر تھرٹی راہداری میں گھسے تھے۔ پھر اس نے جلد ہی سوئچ بورڈ پر وہ بٹن ڈھونڈ لیا تھا جس کے ذریعے وہ اس راہداری میں گھسا۔ اور اس طرح وہ مشین گن سمیت عین اس وقت سیف والے کمرے میں پہنچ گیا جبکہ ریڈ اسٹار کے ہاتھ میں فلم تھی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے انتہائی آسانی سے یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

چند لمحوں بعد وہ چھت پر پہنچ گیا اور عین اسی لمحے فضا میں ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا اور پھر اس کی سیڑھی نیچے لٹک آئی۔

دوسرے لمحے اولڈ فاکس نے سیڑھی کو دونوں ہاتھوں سے تھاما اور پھر اس کا جسم ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ کسی نے نیچے سے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لی تھیں۔ ہیلی کاپٹر اس دوران فضا میں اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ پہلے تو اس نے اپنی ٹانگیں چھڑانے کی کوشش کی مگر اس کی ٹانگوں سے لپٹنے والا تو کسی جونک کی طرح چمٹا ہوا تھا۔

اولڈ فاکس ایسے موقع پر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے ایک ہاتھ سے سیڑھی سنبھالی اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی تاکہ گولی مار کر ٹانگیں پکڑنے والے سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔

مگر اس کی بدقسمتی کہ عین اسی لمحے ہیلی کاپٹر نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کے اکلوتے ہاتھ میں تھمی ہوئی سیڑھی اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی اور اس کا جسم ایک جھٹکے سے نیچے ہزاروں فٹ گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ سی نکلی اور پھر دماغ پر اندھیرا سا مسلط ہوتا چلا گیا۔

بلیک زیرو جب اپنی مخصوص سپورٹس کار میں گلستان کالونی پہنچا تو اس نے کار کوٹھی نمبر ۲۱۱ سے ایک کوٹھی پہلے ہی روک لی۔ کالونی پر خاصا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ابھی وہ کار سے اترنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک کوٹھی کے اندر فائرنگ کی آواز گونجی۔ اور پھر یوں محسوس ہونے لگا جیسے دو متحارب پارٹیاں آپس میں الجھ پڑی ہوں۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے جیب سے پی فائیو ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے اس میں سے صفدر کی آواز ابھری۔

"صفدر سپیکنگ اوور۔"

"ایکسٹو۔ صفدر اپنے ساتھیوں سمیت کوٹھی پر چڑھ دوڑو۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ کوٹھی میں سے کوئی بچ کر نہ جانے پائے ـــــ کسی قسم کی نرمی برتنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ـــــ سمجھ گئے۔ اوور" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور" ـــــ صفدر نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے جیب میں ڈالا اور خود کار سے باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے گلے میں نائٹ ٹیلی سکوپ لٹکی ہوئی تھی وہ احتیاطاً اُسے ہمراہ لے آیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کالونی میں اندھیرا ہو سکتا ہے اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائی اور پھر ایک کوٹھی کی دیواریں دیکھ کر کوٹھی پر نظریں جما دیں۔ اس مخصوص دوربین کی وجہ سے اُسے اندھیرے میں بھی سب کچھ اسی طرح نظر آ رہا تھا جیسے رات کی بجائے دن نکلا ہوا ہو۔ اس نے دیکھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کوٹھی میں گھس گئے اور پھر فائرنگ پہلے سے زیادہ تیزی پکڑتی چلی گئی۔

مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے کوٹھی کی سپاٹ چھت پر ایک سیاہ پوش کو جس نے نقاب پہن رکھا تھا کھڑے دیکھا اور پھر اُسی لمحے فضا کی بلندی میں سے ایک چھوٹا سا ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے اترا اور اس میں سے رسی کی ایک سیڑھی نیچے پھینکی گئی۔ چھت پر کھڑے ہوئے سیاہ پوش نے بڑی پھرتی سے رسی کی سیڑھی کا نچلا حصہ تھاما اور پھر وہ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

"نکل گیا" ـــــ بلیک زیرو نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب بلیک زیرو نے قریبی کوٹھی کی چھت سے ایک اور سائے کو جھپٹتے دیکھا اور پھر اس سائے نے انتہائی پھرتی سے پہلے والے سیاہ پوش کی ٹانگیں پکڑ لیں جو رسی کی سیڑھی سے لٹکا ہوا تھا۔

بلیک زیرو دوسرے ساتھے کی پھرتی اور چستی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے ذہن میں عمران کا خیال آیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ذہن کو جھٹک دیا۔ اب اس کی نظریں ان دونوں لٹکے ہوئے افراد پر جمی ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ ۔۔۔ فوراً باہر آ جاؤ۔ پرندہ اڑ گیا ہے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

بلیک زیرو کی نظریں اب بھی ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ اب ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ اس کا رخ شہر سے باہر چھوٹی پہاڑیوں کی طرف تھا۔ بلیک زیرو دعا مانگ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر اس کی دوربین کی زد سے باہر نہ نکل جائے کیونکہ اب اس نے پروگرام بنا لیا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو فوری طور پر ڈھونڈنے کی کوشش کریگا۔

ابھی ہیلی کاپٹر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس نے دیکھا کہ وہ دونوں سائے جو سیڑھی سے چمٹے ہوئے تھے۔ سیڑھی سے علیحدہ ہو گئے اور پھر ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے فضا میں اڑتے ہوئے نیچے گرتے چلے گئے۔

"اوہ! ۔۔۔ ان کا بچنا ناممکن ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر دل ہی دل میں ایک اندازہ کر کے اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور پوری تیزی سے کار کے اندر گھس گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔

بلیک زیرو نے پھرتی سے ڈیش بورڈ کا ایک مخصوص بٹن دبایا اور ڈیش بورڈ پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے صفدر کی آواز ابھری۔

"ایکسٹو سپیکنگ ۔۔۔ کیا سب ممبران بخیریت ہیں۔ اوور" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ سب ٹھیک ہیں اور اس وقت ہم کوٹھی کے باہر ہیں اوور" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"میری بات غور سے سنو صفدر ۔۔۔ جو پرندہ کوٹھی سے اڑا تھا وہ میرے خیال میں سبز جھیل کے آس پاس کہیں گرا ہے ۔۔۔ میں اس کے تعاقب میں جا رہا ہوں۔ تم سب جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہاں پہنچنے کی کوشش کرو۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا۔

اس کا اندازہ تھا کہ جہاں وہ دو سائے گرے ہیں وہ جگہ سبز جھیل کے آس پاس ہی ہو سکتی ہے اور وہ چاہتا تھا کہ کسی اور کے وہاں پہنچنے سے پہلے ان تک پہنچ جائے تاکہ وہ فلم اگر ان کے پاس ہو تو وہ اسے حاصل کر سکے۔ اس کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سبز جھیل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

جیرم نے عمران کو جھپٹ کر سیڑھی سے لٹکے ہوئے آدمی کو پکڑتے دیکھا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر ان دونوں کو لئے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا رخ شمال کی طرف تھا۔

جیرم نے فوراً ہی اس کا تعاقب کرنے کی ٹھانی اور پھر وہ انتہائی تیزی سے گلی

میں بھاگتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا ہوا تھا اور اس کی کار تیز رفتاری سے شمال کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

جیرم کو دُور ہیلی کاپٹر کے ساتھ لٹکے ہوئے سائے مدھم سے نظر آ رہے تھے۔

پھر جب جیرم نے ایک موڑ مڑ کر نظریں دوبارہ آسمان کی طرف اٹھائیں تو اس کے سر پر بم سا پھوٹ پڑا۔ اُسے ہیلی کاپٹر کے ساتھ لٹکی ہوئی سیڑھی خالی نظر آ رہی تھی اور اس سے لٹکے ہوئے وہ دونوں سائے غائب ہو چکے تھے۔

"اوہ! یہ کیا ہوا ــــ؟ اب پرنس زیرو کا بچنا محال ہے" ــــ جیرم نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کی رفتار انتہائی ممکن حد تک تیز کر دی۔ وہ جلد از جلد اس جگہ تک پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں اس کے اندازے کے مطابق وہ دونوں گرے ہوں گے۔

اب وہ جس سڑک پر جا رہا تھا اس کا اختتام سبز جھیل پر ہوتا تھا اور جیرم کے اندازے کے مطابق وہ جگہ جہاں پرنس زیرو گرا ہوگا وہ جگہ سبز جھیل کے آس پاس ہی ہوگی۔

مگر ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے گیا ہوگا کہ اچانک کار کے انجن نے جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔ جیرم نے چونک کر ڈائلوں پر نظر ڈالی اور دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ پٹرول دکھانے والی سوئی پٹرول ٹینکی کے خالی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد انجن یکدم ساکت ہو گیا۔ جیرم نے کار کو ایک سائیڈ پر کر کے بریک ماری اور پھر تیزی سے باہر نکل آیا اسی لمحے ایک سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اس کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔ جیرم نے باہر نکل کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ اس وقت لالہ زار کالونی میں موجود تھا اور پھر اُسے سامنے ایک کیفے کے سامنے کھڑا ہوا موٹر سائیکل نظر آ گیا جس پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا اور سڑک پر کھڑے ہوئے ایک آدمی سے باتوں میں مصروف تھا۔

جیرم تیزی سے موٹر سائیکل کی طرف جھپٹا اور اس نے دونوں ہاتھوں کے ایک ہی جھٹکے سے سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کو یوں اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا جیسے وہ نوجوان کاغذ کا بنا ہوا تھا۔ نوجوان کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ بلند ہوئی۔ اور اس کے علیحدہ ہونے کی وجہ سے موٹر سائیکل سڑک پر گرنے لگا مگر جیرم نے نہ صرف انتہائی پھرتی سے اُسے گرنے سے روک لیا بلکہ اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا وہ موٹر سائیکل کی سیٹ پر سوار ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے موٹر سائیکل رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح آگے بڑھا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے سبز جھیل کی طرف دوڑنے لگا۔ جیرم نے ایکسیلیٹر کو ممکن حد تک گھما دیا تھا۔

جیسے ہی عمران کے جسم کو جھٹکا لگا اور اس نے اس آدمی کی تیز چیخ سنی جس کی ٹانگیں اس نے پکڑ رکھی تھیں۔ تو وہ سمجھ گیا کہ اب کیا ہوگا۔ اور پھر وہ دونوں رائفل کی گولی کی طرح نیچے گرتے چلے گئے۔

عمران کے دماغ میں جیسے خیال سے آنے لگے۔ بار بار دماغ پر اندھیرا سا چھا جاتا۔ مگر اس نے اپنی بے پناہ قوت ارادی کی بنا پر اپنے ہوش و حواس قائم رکھے اور اس آدمی کی ٹانگیں نہ چھوڑیں۔ عمران کے دماغ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ

اب وہ کس طرح اس خوفناک موت سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ جو چند لمحوں بعد اُسے سامنے اپنی بھیانک صورت میں نظر آ رہی تھی۔

نقاب پوش کا جسم بالکل ڈھیلا ہو چکا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ پھر چند ہی لمحوں بعد زمین قریب آتی چلی گئی۔ عمران نے انتہائی چابکدستی سے بے ہوش نقاب پوش کے جسم کو جھٹکا دیا اور پھر وہ دونوں ایک زوردار دھماکے سے زمین پر گرتے چلے گئے۔ مگر عمران کی حاضر دماغی نے یہاں بھی کام دکھایا۔ اس نے نقاب پوش کے جسم کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ پہلے نقاب پوش کا جسم زمین سے ٹکرایا اور ٹھیک دوسرے لمحے عمران عین اس کے جسم کے اوپر گرا اور پھر اس نے اپنے جسم کو اچھال دیا اور کسی گیند کی طرح ایک طرف لڑھکتا چلا گیا۔

وہ دونوں سبز جھیل کے بالکل کنارے پر گرے تھے اس لیے عمران کے جسم نے جب جھٹکا کھایا تو وہ اچھل کر جھیل کے اندر جا گرا۔ اس طرح عمران اس یقینی موت سے صاف طور پر بچ نکلا۔ البتہ نقاب پوش کے جسم کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ ایک تو وہ پوری قوت سے زمین سے ٹکرایا تھا اور باقی رہی سہی کسر عمران نے عین اس کے اوپر گر کر پوری کر دی تھی۔ اس کے حلق سے چیخ تک نہ نکل سکی تھی۔

عمران نے جھیل میں گرتے ہی اپنے آپ کو سنبھالا۔ اس کا جسم ابھی تک سنسنا رہا تھا اور پھر وہ تیزی سے تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھا۔

کنارے پر پہنچ کر عمران ایک جھٹکے سے باہر آیا اور پھر دوڑتا ہوا نقاب پوش کے بکھرے ہوئے جسم کی طرف بڑھا۔ اس نے مردہ نقاب پوش کی انتہائی تیزی اور پھرتی سے تلاشی لی۔ مگر اس کی جیبوں میں قلم نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ جس چیز کے لیے اس نے اپنی جان کی بازی لگا دی تھی وہی چیز غائب ہو چکی تھی۔ عمران نے ایک بار پھر مردہ نقاب پوش کی تلاشی لینی شروع کر دی مگر بے سود۔ اس کے پاس قلم نہیں تھی۔

ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اُسے آسمان پر ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اپنے ساتھی کی تلاش میں نیچے اتر رہا ہے۔ اس لیے عمران تیزی سے اچھلا اور پھر انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا سامنے درختوں کے جھنڈ میں گھستا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ درختوں کے جھنڈ میں پہنچا۔ ہیلی کاپٹر جھیل کے کنارے اتر گیا اور پھر اس میں سے دو افراد کود کر انتہائی تیزی سے نقاب پوش کی طرف بڑھے۔

نقاب پوش کے قریب رک کر وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک گئے۔ مگر دوسرے لمحے ان میں سے ایک نے تیزی سے مردہ نقاب پوش کی تلاشی لینی شروع کر دی ابھی وہ تلاشی کا عمل مکمل بھی نہ کر سکا تھا کہ دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹیں نظر آئیں کار آندھی اور طوفان کی طرح جھیل کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھی۔

کار کو دیکھتے ہی ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے نقاب پوش کی لاش کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ٹھونسا اور پھر جس لمحے کار جھیل کے کنارے پہنچی۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو چکا تھا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جھیل کے کنارے پہنچی اور پھر اس میں سے ایک نقاب پوش اتر کر اس جگہ پہنچا جہاں ابھی تک لاش کے کچھ حصے ادھر ادھر پھیلا ہوا تھا۔ اس کی قد و قامت اور چال ڈھال دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ بلیک زیرو ہے۔ اس کے دل میں مسرت کا احساس ابھرا کہ بلیک زیرو تانسا کامیاب جا رہا ہے۔ مگر دوسرے لمحے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ قلم آخر کہاں غائب ہو گئی۔؟

اب دو ہی صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس نقاب پوش کے پاس سرے سے

کوئی نام تھی ہی نہیں۔ اور دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ زمین پر گرنے کے دوران نام اُس کی جیب سے نکل کر کہیں گر گئی ہو۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اُسے دور سے ایک موٹر سائیکل جھیل کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اور اُسی لمحے اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اُسے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔

وہ ایک غیر ملکی ماہر فلکیات تھا اور اس نے اپنی کوٹھی میں ایک اونچے مینار پر رصدگاہ بنائی ہوئی تھی جہاں سے وہ اپنی ہی بنائی ہوئی خصوصی دوربین سے رات کو ستاروں کی چال پر غور کرتا رہتا تھا۔

آج رات بھی وہ دوربین سے آنکھ لگائے ستاروں کے مشاہدے میں مصروف تھا کہ اچانک اس کی نظروں کے سامنے ایک عجیب و غریب منظر ابھرا۔ اس نے ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ لٹکی ہوئی سیڑھی کے ساتھ دو سائے چمٹے ہوئے دیکھے اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ان دونوں سایوں نے جھٹکا کھایا اور پھر ہیلی کاپٹر خالی سیڑھی سمیت اوپر اٹھتا چلا گیا جبکہ وہ دونوں سائے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے انتہائی تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگے۔ اس کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ سی نکل گئی۔ دوربین میں اُسے وہ دونوں سائے اس قدر قریب نظر آ رہے تھے جیسے وہ اس سے چند فٹ کے فاصلے پر ہوں۔ ایک سائے کے چہرے پر سرخ رنگ

کا نقاب تھا جبکہ دوسرا ایک نوجوان سا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں کی موت اب یقینی ہو چکی ہے۔ اس لیے اس نے دوربین کو تیزی سے اس انداز میں گھمانا شروع کر دیا کہ وہ دونوں سائے دوربین کے فوکس میں رہیں۔

ابھی ان دونوں سایوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک سائے کی جیب سے پلاسٹک کی ایک تھیلی گرتی ہوئی دیکھی اگر وہ دوربین کے ذریعے ان کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہوتا تو شاید یہ چھوٹی سی پلاسٹک کی تھیلی اُسے گرتی دکھائی نہ دیتی۔ مگر اب اس نے اُسے دیکھ لیا تھا اور پھر وہ اس کے سامنے ہی سبز جھیل کے قریب پام کے مصنوعی درخت کے اوپر گر گئی۔ اور عین اُسی لمحے وہ دونوں سائے بھی زمین پر جا گرے۔ اور اس نے ان کی موت کے منظر سے گھبرا کر ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر لیں مگر جب دوسرے لمحے اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ان میں سے ایک سایہ اچھل کر جھیل میں جا گرا تھا جبکہ نقاب پوش کے جسم کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اور پھر اس نے نوجوان کو جھیل سے نکل کر تیزی سے اس نقاب پوش کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ نوجوان انتہائی تیزی سے مردہ نقاب پوش کی تلاشی لے رہا تھا۔

پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اترتے اور سائے کو درختوں میں غائب ہوتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے بھی انتہائی تیزی سے مردہ نقاب پوش کی تلاشی لے رہے تھے۔ اور چونکہ وہ پلاسٹک کی تھیلی بھی اسی مردہ نقاب پوش کی جیب سے نکلی تھی اس لیے وہ سمجھ گیا کہ دوسرے سائے اور ہیلی کاپٹر سے اترنے والوں کو بھی اسی تھیلی کی تلاش ہے۔ پھر اس نے وہاں کار اور موٹر سائیکل کو پہنچتے دیکھا۔ وہ سب بوکھلائے ہوئے تھے۔

اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے دوربین کا فوکس جھیل کے کنارے سے ہٹا کر اس بیابانے نما درخت کی طرف کر دیا۔ اس کے ذہن میں تجسس کی لہریں اٹھ رہی تھیں کہ آخر اس تھیلی میں کیا چیز ہے جس کی خاطر اس قدر زبردست ہنگامہ ہو رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ جب جھیل کا کنارہ خالی ہو جائے گا تو وہ اس تھیلی کو اٹھا لائے گا۔ اُسے پوری طرح اطمینان تھا کہ اس تھیلی کی موجودگی کا یہاں کسی کو علم نہیں ہوگا چنانچہ اس نے دوربین کا فوکس جھیل کے کنارے کی طرف کر دیا اور اطمینان سے تمام کارروائی دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس کی کلائی پر تیز ضربیں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔

"اس وقت ——— آخر اس وقت میری کیا ضرورت پڑ گئی" ——— ؟ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کلائی کی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو نائکس سپیکنگ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ممبر زیرو الیون سپیکنگ اوور" ——— اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"زیرو الیون! ——— تمہارا مکان سبز جھیل کے کنارے پر ہے ——— سبز جھیل کے کنارے ہیلی کاپٹر سے لٹکا ہوا ہمارا ایک ایجنٹ گرا ہے۔ اس کے پاس پلاسٹک کی تھیلی میں ایک فلم تھی جو اب اس کے پاس نہیں ہے ——— یقیناً یہ فلم وہیں کہیں گری ہوگی ——— تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ تم نے وہ فلم تلاش کرنی ہے۔ اور انتہائی خاموشی سے ——— کسی کو اس کے متعلق پتہ نہیں لگنا چاہیے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ باس ویری گڈ! ——— مجھے معلوم ہے کہ وہ تھیلی کہاں ہے ——— اتفاق سے میں رصدگاہ میں موجود تھا اور میں نے خود ان سایوں کو نیچے گرتے، اور نقاب پوش کی جیب سے وہ تھیلی نکل کر گرتے دوربین پر دیکھی ہے اوور" ——— زیرو الیون نے انتہائی پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— ویری گڈ ——— یہ تمہارا ملک کے لیے ایک شاندار کارنامہ ہوگا ——— زیرو الیون! ——— تم فوراً وہ تھیلی وہاں سے اٹھا کر مجھے رپورٹ کرو۔ میں خود اُسے تم سے آ کر لے لوں گا۔ اوور" ——— دوسری طرف سے بھی لہجے میں مسرت کی لرزشیں نمایاں تھی۔

"بہتر باس! ——— میں فلم حاصل کرتے ہی آپ کو کال کروں گا۔ اوور" ——— زیرو الیون نے جواب دیا۔

"میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

زیرو الیون نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر اس کی نظریں دوبارہ دوربین پر جم گئیں۔ اُس کا چہرہ جوش اور کامرانی سے چمک رہا تھا۔ قدرت نے اُسے گھر بیٹھے ایک عظیم کامیابی سے دوچار کرا دیا تھا۔

عمران ونسٹول سے نکل کر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا اور پھر جلد ہی وہ نزدیکی

کالونی میں گھستا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اپنی جان کی بازی لگا کر بھی وہ اس فلم تک نہ پہنچ سکا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ نقاب پوش کے پاس وہ فلم ضرور تھی۔ ورنہ وہ اس طرح ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں سے نہ بھاگ نکلتے۔ مگر اب وہ فلم کہاں ہوگی ـــــ؟ اگر وہ اس کی جیب سے نکل گئی ہے تو اب اس کی تلاش ناممکن تھی۔ وہ سارے شہر کی مٹی نہیں کھنگال سکتا تھا مگر ناکامی کا لفظ بھی اس کے لیے موت کے برابر تھا۔

وہ اس کالونی کی ایک اندھیری گلی میں کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اب آخر اس فلم کی تلاش کے لیے وہ کیا اقدام کرے ـــــ؟ آخر اس نے سوچ سوچ کر یہی فیصلہ کیا کہ وہ اس جگہ کا تعین کرے جہاں سے وہ دونوں سیڑھی سے گرے تھے۔ اور پھر سوچتے سوچتے وہ اچانک اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک چمک سی لہرائی تھی اسے یاد آگیا تھا کہ جب وہ فضا میں گر رہے تھے تو نیچے گرتے ہوئے ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں سے ایک مخصوص قسم کی چمک ٹکرائی تھی۔ اس وقت تو چونکہ اسے اس بات کے سوچنے کا ہوش تک نہ تھا اس لیے یہ چمک اس کے ذہن سے نکل گئی تھی۔

مگر اب اسے یاد آگیا تھا کہ وہ مخصوص چمک کسی دوربین کے شیشے کی چمک تھی چمک کا انداز اور اس کا حجم یاد آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ ایسی دوربین کوئی عام دوربین نہیں ہو سکتی بلکہ کوئی بڑی دوربین ہوگی۔ ایسی دوربین جو رات کو ستاروں کی چال دیکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے یاد آگیا کہ جھیل کے نزدیک ہی ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک غیر ملکی ماہر فلکیات رہتا ہے جس کے مضامین اکثر اس کی نظروں سے گذرتے رہتے ہیں۔ اب اسے یقین ہوگیا کہ وہ جب گرے تھے تو اس

ماہر فلکیات کی کوٹھی کے نزدیک تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ دوربین روشن تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ ماہر فلکیات اس وقت دوربین پہ موجود ہوگا۔ اور اس نے یہ تمام منظر لازماً دیکھا ہوگا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس نے اس فلم کے گرنے کا منظر بھی دیکھا ہوگا۔ کیونکہ جس قسم کی وہ دوربین تھی اس کی زد سے ایک ذرہ بھی بچ کر نہیں نکل سکتا۔

یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا مختلف گلیوں سے گزر کر سڑک پر آگیا۔ سڑک کی دوسری طرف ہاؤسنگ کالونی تھی۔ اور پھر اندھیرے میں ہی اسے دور سے وہ کوٹھی نظر آگئی جس کی سائیڈ میں اونچا مینار موجود تھا۔ وہ سڑک پار کر کے اس کالونی میں گھسا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کے عقب میں آگیا۔

کوٹھی کے اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران چند لمحے دیوار کے ساتھ دبکا آہٹ لیتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے اچھلا اور چند لمحوں بعد وہ عقبی دیوار کراس کر کے کوٹھی کے اندر پہنچ گیا تھا۔ پھر اصل عمارت کے پیچھے سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر آیا تو اس نے کوٹھی کے پھاٹک سے ایک ادھیڑ عمر کے غیر ملکی کو تیز تیز قدم اٹھاتے اندر آتے دیکھا۔ عمران ایک ستون کے پیچھے دبک گیا۔ غیر ملکی نے ادھر اُدھر دیکھنا گوارا ہی نہیں کیا اور سیدھا عمارت کے اندر گھستا چلا گیا۔

عمران نے غیر ملکی کے چہرے پر پھیلے ہوئے جوش و خروش کو خاص طور پر چیک کیا تھا اور پھر وہ بھی اس غیر ملکی کے پیچھے ہی عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

بلیک زیرو سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی ابھی سر سلطان نے اُسے اچھی خاصی جھاڑ پلائی تھی۔ وہ فلم یوں غائب ہو چکی تھی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ گلستان کالونی پر چھاپہ بھی ناکام رہا۔ اور جب وہ سبز جھیل پر پہنچا تو وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ سوائے خون اور چند انسانی اعضا کے۔

اور اب وہ ایک بار پھر مکمل تاریکی میں تھا۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر وہ کیا کرے؟ عمران کو بھی وہ واپس ان کے فلیٹوں میں بھیج چکا تھا۔ سر سلطان نے اُسے سختی سے ہدایت کی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹوں کے اندر وہ فلم ڈھونڈ نکالے ورنہ عمران کے ساتھ ساتھ وہ سیکرٹ سروس کے خاتمے پر بھی مجبور ہو جائیں گے اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ بھی خودکشی کر کے عمران تک پہنچ جائے۔ اس کے سوا اُسے اور کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ مخصوص ٹیلیفون تھا۔ اس لیے ظاہر ہے یا تو یہ کسی ممبر کی کال ہو گی یا پھر سر سلطان کی۔ اس نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"ایکسٹو"

"یار اب یہ نام بدل ہی دو ـــــ دنیا ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہے اور تم ابھی تک وہاں۔ تو تک ہی پہنچ پاتے ہو" ـــــ دوسری طرف سے ایک شرارت بھری آواز ابھری اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے خون کی روانی یکدم انتہا پر پہنچ گئی ہو۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے اور رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ وہ عمران کی مخصوص آواز پہچان گیا تھا ایک لمحے کے لیے وہ سکتے کے عالم میں بیٹھا رہ گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس نے جھپٹ کر میز پر پڑا ہوا رسیور اٹھا لیا۔

"عمران صاحب! ـــــ عمران صاحب! ـــــ کیا آپ زندہ ہیں ـــــ اوہ ـــــ خدا کا شکر ہے ـــــ خدا کا شکر ہے" ـــــ بلیک زیرو جوشِ مسرت میں پاگل سا ہو رہا تھا۔ اس کی زبان سے مربوط فقرے ہی نہیں نکل رہے تھے۔

"ارے ارے ـــــ تم تو ایکسٹو ہو ـــــ بھلا ایکسٹو ایسے بولتا ہے ـــــ یعنی اب تو تمہیں واپس دن کی طرف بھیجنا پڑے گا ـــــ میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہاری ترقی کر کے مقبری بنا دوں" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے شرارت سے پُر لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــ عمران صاحب! یقین کریں یہ لمحہ میری زندگی کا سب سے خوشگوار لمحہ ہے ـــــ آپ کہاں سے بول رہے ہیں" ـــــ؟ بلیک زیرو نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اُسی کہانی سے جہاں میری لاش کی تلاش اب تک جاری ہے ـــــ بس اتفاق ہے کہ مجھے وہاں ایک ٹیلیفون نظر آ گیا ـــــ میں نے سوچا کہ جاودجنت میں جانے سے پہلے اپنے پیارے کالے زیرو کا حال چال ہی پوچھ لوں" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب! ـــــ خدا کے لیے مذاق بند کیجیے ـــــ اس قسم کا کچھ کیجیے۔ سر سلطان صاحب تو سیکرٹ سروس کا ہی خاتمہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب وہ اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔

" یار! ۔۔۔ اس فلم کا ذکر نہ کرو ۔۔۔ مجھے شرم آتی ہے ۔۔۔ وہ تو بالکل بلیو یعنی عریاں، یعنی ۔۔۔ بس اب اور کچھ نہ پوچھو ۔۔۔ فلم دیکھ کر میرا جی چاہ رہا ہے کہ بس اب میں شادی کر لوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" میں اس بلیو فلم کی بات نہیں کر رہا۔ جو آجکل سینماؤں میں دکھائی جا رہی ہے بلکہ اس فلم کا کہہ رہا ہوں جو ایک دوست ملک سے ہمیں بھیجی گئی تھی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے وہ فلم ۔۔۔ وہ کوئی فلم ہے ۔۔۔ بس عجیب و غریب بندے تھے اس میں۔ مجھے وہ فلم دیکھ کر بڑا غصہ آیا تھا ۔۔۔ بھلا وہ بھی کوئی فلم ہے جس میں نہ عریاں ٹانگیں نظر آتی ہیں اور نہ ہی ۔۔۔ ہی ہی ۔۔۔ فضول خشک فلم" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" مگر وہ ہے کہاں" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے پُرجوش لہجے میں پوچھا۔

" وہ میں نے ابھی ابھی سر سلطان کو بھجوا دی ہے ۔۔۔ ان کی عمر ایسی ہی ہے کہ وہ اس قسم کی بور فلم دیکھ سکیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ شکر خدا کا ۔۔۔ تو فلم مل گئی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مگر میں نے وہ شادی کا ذکر کیا تھا ۔۔۔ یار! اب خدا کے لیے میری شادی کروا دو ۔۔۔ کیا خیال ہے۔ تنویر کو اپنے رشتے کی بات کرنے کے لیے جولیا کے پاس بھیجوں" ۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" ضرور بھیجئے ۔۔۔ مگر ٹھہریئے! ۔۔۔ مجھے پہلے جولیا کو آپ کی زندگی کے بارے میں اطلاع تو کرنے دیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے ارے یہ غضب نہ کرنا ۔۔۔ وہ بے چاری بڑے مزے سے بیٹھی عدت کے دن گذار رہی ہو گی کہ چلو اسی بہانے تین مہینے آرام کر لو اور تم ۔۔۔" عمران نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

" اوہ! عمران صاحب! ۔۔۔ آپ آخر اس کھائی میں گرنے سے کیسے بچ گئے ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے اچانک ایک خیال سے پوچھا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کھائی میں گرا ہی نہیں ۔۔۔؟ بھائی ایک بار نہیں دو بار گرا ہوں ۔۔۔ ایک بار جیپ کو پٹرے کھائی میں اور دوسری بار جیپ کا پٹرہ سے سبز جھیل کے کنارے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اوہ! ۔۔۔ تو وہ آپ تھے ۔۔۔ اس وقت مجھے بھی یہی خیال آیا تھا مگر" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" ہاں! ۔۔۔ تمہیں تو بس میرا خیال ہی آ سکتا تھا ۔۔۔ اچھا۔ اب باقی باتیں بعد میں فی الحال تم چند پتے نوٹ کر لو اور ممبروں کو ان پر ریڈ کا حکم دے دو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے اولڈ فاکس اور ریڈ اسٹار کے ہیڈ کوارٹر کے پتے بتا دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو کا چہرہ مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب ممبروں کو عمران کے زندہ ہونے کا پتہ چلے گا تو ان کا کیا حال ہو گا۔ وہ تصور میں ہی ان کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر جولیا کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ' ہنگامہ خیز اور منفرد انداز کی کہانی

مکمل ناول

لاسٹ وارننگ

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

کافرستان کی نئی ایجنسی سپیشل سروسز عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لائی گئی تھی اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقتاً گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

وہ لمحہ —— جب سپیشل سروسز کے چیف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کی باقاعدہ چیکنگ کی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی واقعی لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

وہ لمحہ —— جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے آگے بڑھنا ناممکن بنا دیا گیا۔

وہ لمحہ —— جب شاگل نے چھاپہ مار کر سپیشل سروسز کی تحویل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو غائب کر دیا۔ کیوں ——؟ کیا شاگل اپنے ملک کے خلاف کام کر رہا تھا ——؟

وہ لمحہ —— جب عمران اور اس کے ساتھیوں نے لاشوں میں تبدیل ہو جانے کے باوجود مشن مکمل کر لیا اور کافرستان کی سپیشل سروسز اور سیکرٹ سروس ناشوں کے مقابل ناکام ہو گئیں۔ کیوں اور کیسے ——؟

انتہائی دلچسپ' ہنگامہ خیز اور منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مظہر کلیم ایم اے

یکے از مطبوعات

یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام